بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 5, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at the sixteen minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman(Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

واذ اذکرالله وحده اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرة واذ
اذکرالذین من دونہ اذا هم یستبشرون() قل اللہم فاطرالسموت
والارض علم الغیب و الشہادة انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا
فیه یختلفون ()

ترجمہ ۔ اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہو جاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیاجاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں ۔

کہو کہ اے خدا (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے توہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کرے گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ۔ جی اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 5, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at the sixteen minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman(Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

واذ اذکرالله وحده اشمازت قلوب الذين لا يومنون بالاخرة واذ
اذکرالذين من دونه اذا هم يستبشرون () قل اللهم فاطر السموت
والارض علم الغيب و الشهادة انت تحکم بين عبادک فی ما کانوا
فيه يختلفون ()

ترجمہ - اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہو جاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیاجاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں -

کہو کہ اے خدا (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے توہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کرے گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔جی اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ سینیٹرز کے فنڈز کو کیوں روک دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کو مناسب طریقے سے لائیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا جی صوبیدار مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ،جناب والا!میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہی سے سابق سینیٹرز کو وی آئی پی لاؤنج میں اجازت نہیں دی گئی۔آیا یہ ہماری اس حکومت کی---

جناب چیئرمین۔ یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کو مناسب طریقے سے لائیں اس پر بھی غور کیا جائے گا تاکہ ان کو نوٹس بھی دے سکیں۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ شکریہ جناب چیئرمین، ہمیشہ سے پریکٹس رہی ہے جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو علم ہے سابقہ ممبران اسمبلی کو اس اسمبلی کی بلڈنگ میں بغیر پاس حاصل کئے آنے کی اجازت رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں جو اسمبلی ختم کی گئی یہ اس کے تمام ممبران کی توہین اور بے عزتی ہو رہی ہے کہ ان کو اسمبلی کے اندر بھی آنے کی اجازت نہیں ہے

جناب چیئرمین۔ یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید اقبال حیدر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے، چاہے وہ سابق کیوں نہ ہوں لیکن ان کا اپنا ایک استحقاق ہے۔

جناب چیئرمین۔ استحقاق کا پریویلج موشن دے دیں اگر استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ انہوں نے آپ کا نام پیش کیا ہے مجھے اس کا دکھ ہے۔ میرے چیئرمین کی توہین ہو رہی ہے یہ کہہ کر کہ سینیٹ کے چیئرمین نے حکم جاری کیا ہے کہ ان کو اجازت نہ دو۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جی، میں نے نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ پاس کے بغیر اجازت کسی کو نہیں ہے۔ ہم بھی جب اپنے سابق سینیٹرز کو اجازت دیتے ہیں تو ان کو پاس ایشو کرتے ہیں۔ باقاعدہ پاس ایشو ہوتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب، جو ان کا پرانا identity card تھا پہلے اس کی بنیاد پر ان کو آنے کی اجازت تھی۔

جناب چیئرمین۔ سپیکر نیشنل اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔جناب آپ کا نام غلط استعمال ہو رہا ہے

جناب چیئرمین ۔ میرا نام غلط استعمال نہیں ہونا چاہئے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ سینیٹ کے اجلاس میں آنے کے لئے پاس کی ضرورت ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب ، سینیٹ کی بلڈنگ میں تو آنے کے لئے پاس کی ضرورت نہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ میں پھر وضاحت کرتا ہوں کہ سینیٹ کے اجلاس میں آنے کے لئے پاس کی ضرورت ہے جو باقاعدہ طے شدہ طریقے کے مطابق ایشو کئے جاتے ہیں اور سابقہ جتنے سینیٹرز ہیں ان کو ہم نے خود جاری کئے ہوئے ہیں اور جہاں تک نیشنل اسمبلی کے ممبرز کا تعلق ہے وہ سپیکر صاحب موجود ہیں۔

سید اقبال حیدر ۔ لیکن آپ اپنی طرف سے اخبارات میں clarification ضرور جاری کریں کہ آپ کا بیان آیا ہے کہ آپ نے کسی بھی سابق ایم این اے کی بلڈنگ میں انٹری پر کوئی پابندی نہیں لگائی ۔

جناب چیئرمین ۔ پاس جاری ہوتے ہیں اگر کسی کے پاس ہیں تو ان کو آنے کی اجازت ہے-------

سید اقبال حیدر ۔جناب ، میں حکومت کے نمائندوں سے بھی کہوں گا کہ اس معاملے کو نیک اپ کریں اور اپنے پارلیمانی افیئرز کے وزیر صاحب سے بھی آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ اس بارے میں وضاحتی بیان دیں۔ پارلیمانی منسٹر موجود ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ علیحدہ بات کرلیں ، ایک چیز جب بنتی ہی نہیں ہے تو اس کے اوپر میں کیسے---

سید اقبال حیدر ۔جناب اس کے اوپر بڑی بدمزگی ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ کے کولیگ ہیں ، آپ کے پی ڈی اے کے ممبر ہیں ، ان سے بات کرلیں اور ان کو کہیں کہ بھئی اس کی وضاحت کریں۔

جناب خورشید محمود قصوری ۔جناب ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ جو ماضی میں پریکٹس رہی ہے ۔ elected لوگ ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں جو پریکٹس رہی ہے ان کو آ سکتے

ہیں ان کو اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر ان کو اس کے مطابق پاس ایشو کرتے ہیں ۔ آپ پاس ایشو کروائیں

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا' یہ وزیر اعظم صاحب کی جانب سے خط ہے کہ فاٹا کے ممبرز کو تو بحال کیا جا سکتا ہے تو پھر جو بقایا ہیں ان کے ساتھ......

جناب چیئرمین۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ اس کے لئے باقاعدہ طور پر موشن دیں اس پر غور کر لیا جائے گا۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Now, questions. Question No. 39.

39. ***Mr. Bashir Ahmad Matta:** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state whether it is a fact that the Medical Specialists working in the general cadre posts under the Ministry have been excluded from the purview of the improved service structure?

Mr. Muhammad Afaque Khan Shahid: Yes. The improved service structure was approved for the Medical Officer's Cadre which had no promotion prospect beyond BPS-18 whereas the Specialist Cadres will continue to get promotions to BPS-19 and BPS-20 posts in their own cadres as at present.

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال نہیں' سوال نمبر ۴۰۔

40. ***Syed Muhammad Fazal Agha:** 40. Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the number of persons employed in B-16 and below in the Ministry of Foreign Affairs, its Subordinate Offices, attached departments and Corporations, since January, 1992, with province-wise break up?

Mr. S. S. Pirzada: No recruitment has been made in B-16 and below

in the Ministry of Foreign Affairs and its subordinate offices from January, 1992 due to ban on fresh recruitment. Only one appointment was made in relaxation of the ban which was authorized by the competent authority. Particulars of the person appointed are as follows,

Name and designation	BPS No.	Domicile	Date of appointment
Mr. Zahid Anwar Naib Qasid	1	N.W.F.P.	14-12-1992

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ' ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا' سب سے پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ banموجود تھی اس لئے ریکروٹمنٹ نہیں ہوئی ' کیا یہ ban اٹھانے کا کوئی ارادہ ہے اور یہ کب تک یہ اٹھائی جائے گی اور اگر کوئی اس کے متعلق اعتراض ہے تو نوٹیفکیشن کب جاری کی جائے گی۔

Mr. Chairman: Minister for Foreign Affairs.

Mr. Sharifuddin Pirzada: Mr. Chairman, Sir, this matter will have to be examined.

Mr. Chairman: Anyother question?

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman, Sir, there is a statement in the papers that the Prime Minister has lifted the ban but now the honourable Minister says, it requires consideration. I don't know, which is the correct statement.?

جناب چیئرمین۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ ban lift ہو گیا ہے۔ جناب منسٹر فار فارن افئرز۔

Mr. Sharifuddin Pirzada: Sir, that is why I said that if it is so, then the matter will be examined.

Akhunzada Behrawar Saeed: When it will be examined and when the examination will come to the conclusion?

Mr. Sharifuddin Pirzada: Mr. Chairman, Sir, the ban has been lifted, then necessary steps will be taken to make the recruitment in accordance with the rules and regulations.

Akhunzada Behrawar Saeed: No, my question was when?

جناب چیئرمین - when تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ban lift ہو گیا ہے کہ within a reasonable time میں ہو سکتا ہے ۔ اگلا سوال۔

41. ***Syed Muhammad Fazal Agha:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state the number of persons employed in B-16 and below in the Ministry of Food, Agriculture and Cooperatives, its subordinate offices, attached departments and statutory Corporations, since January, 1992 with province-wise break-up?

Mr. Jehangir Badr: The requisite details are being collected and reply to the Senate question will be submitted as soon as the same are received.

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال نہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ جواب کیوں نہیں دیا گیا۔

جناب عبدالرحمان جمالی۔ جناب میں لے آیا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ تو آپ پڑھ دیں۔

سید محمد فضل آغا۔ یہاں تو لکھ کر دیا گیا ہے ، نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اگر سے آئے ہیں تو پڑھ دیں۔

Mir Abdul Rehman Jamali: 45 persons in BPS 16 and below have been employed in the Food and Agriculture Division, Agriculture Research Division, Livestock Division and subordinate offices, attached departments and statutory corporations under the administrate control of the Ministry of Food and Agriculture.

اگر وہ چاہیں تو میں صوبہ وار تفصیل بھی دے دوں گا

جناب چیئرمین۔ وہ ان کا اگلا سوال ہو گا۔ کوٹہ پورا ہوا کہ نہیں

میر عبدالرحمان جمالی۔ میرٹ پر 3، پنجاب 18، سندھ اربن 6، سندھ رورل 3، صوبہ سرحد 8، بلوچستان 2، فاٹا 1، آزاد کشمیر 2، اسلام آباد 5۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب پہلے تو یہ بتائیں کہ ایک ہی ہے ۔ ایک میں فارن منسٹری نے کہا چونکہ پابندی تھی ہم نے کوئی ریکروٹمنٹ نہیں کی اور دوسری طرف سے Agricultural Departments نے 45 یا 50 اور کل کے سوال میں بھی یہی کہا تھا کہ 600 آدمی بھرتی کر دیئے۔ تو یہ کس قسم کی پالیسی ہے ۔ ایک طرف سے بھرتی پر پابندی تھی اور دوسری طرف سے جس ڈیپارٹمنٹ کا ہم پوچھتے ہیں کبھی 600 اور کل communication والوں نے 700 آدمی لگانے تھے جس میں ہمارا ورک چارج پر 22 بندے تھے۔ باقی کوئی بندہ نہیں لگایا تھا۔ ہوتی صاحب کے ڈیپارٹمنٹ میں۔ اور آج فارن منسٹری کا سوال ہے کہ پابندی ہے اور Agriculture سے یہ جواب آتا ہے کہ ہم نے 50 آدمی لگائے ہیں تو ۔ گورنمنٹ واضح کرے کہ کس قسم کی پابندی ہے کس قسم کی پالیسی چلا رہی ہے - یہ پابندی تھی یا ریکروٹمنٹ ہوتی رہی ہے -

جناب چیئرمین۔ جی جمالی صاحب

Mir Abdul Rehman Jamali: Sir, the ban on recruitment was lifted on 1.1.1992 uptil March, 1992.

یہ جو تین مہینے میں ban lift ہوا تھا اس میں 45 آدمیوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ یعنی 1-1-1992 کو lift ہو کر دوبارہ لگ گیا تھا۔

میر عبدالرحمان جمالی۔ جی دوبارہ لکھ گیا تھا۔

سید محمد فضل آغا۔ سر۔ میں اس میں ایک گزارش کروں گا وزیر صاحب سے کہ میں ان کی statement کو doubt نہیں کرتا۔ اپنی تسلی کے لئے مجھے یہ dates دیں گے کہ واقعی ان تین مہینوں میں یہ appointments ہوئی ہیں

میر عبدالرحمان جمالی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی میرا پہلا ہی دن ہے۔ ابھی تو میں دفتر بھی نہیں گیا ہوں اور جیسے فضل آغا صاحب فرمائیں گے ان کو ----

سید محمد فضل آغا۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ مجھے specify کر دیں کہ یہ لوگ ان تین مہینوں میں لگے

جناب چیئرمین۔ تو جمالی صاحب آپ اس کی تفصیل لے لیں اس کی detail دے دیں فضل آغا صاحب کو ایک منٹ جی مندوخیل صاحب کچھ پوچھنا چاہتے ہیں جی جناب مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ میں گزارش کروں گا کہ ہر منسٹری میں ہمارے ہر صوبے سے ایک ایک نمائندہ رکھا جائے اور کسی کو اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ اور نہ پھر کسی کا اس پر objection ہوگا۔ جناب ہر ایک صوبے سے ایک ایک یا دو دو نمائندے لئے جائیں تاکہ اس میں recruitment کرتے وقت اور میری تجویز ہے.....

جناب چیئرمین۔ جی جناب جمالی صاحب۔

میر عبدالرحمان جمالی۔ جو بھی گورنمنٹ کی پالیسی ہوگی ان کی جو suggestion ہے اس کو consider کریں گے ان کی یہ تجویز نہایت معقول ہے اور ہمیں خوشی ہوگی کہ ہمارے بلوچ بھائی ضرور اس میں شامل ہوں recruitment policy میں

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب

ڈاکٹر محمد ریحان۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ تمام تفصیلات پیش کریں گے۔ براہ مہربانی وہ ان کے ساتھ یہ بھی تفصیلات پیش کریں کہ اس کے لئے جو باقاعدہ procedure ہے اخبارات میں اشتہارات وغیرہ اور انٹرویو وغیرہ اس طریقے سے کئے گئے ہیں یا ایسے ہی بس جس کا دل میں آئے اور بس اپنے favourites کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ مہربانی

کرتے یہ ساری تفصیلات ایوان میں آنی چاہئیں

میر عبد الرحمان جمالی۔ بتا دیں گے جی

جناب چیئرمین۔ جی سید عبداللہ شاہ صاحب جی۔

Syed Abdullah Shah: Sir will the Minister state whether the quotas were not observed while making these appointments and if yes the reasons thereof?

Mr. Chairman: Whether quotas were observed or not?

Syed Abdullah Shah: And if they were not observed the reasons for that?

Mr. Chairman: Why not? Yes Jamali Sahib

میر عبد الرحمان جمالی۔ جناب میں تو اس وقت وزیر نہیں تھا جی۔ جو سابقہ وزیر تھے وہی بتا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں جی کہ یہ بتا دیں کہ اس وقت گورنمنٹ سے quota observe کیا تھا یا نہیں۔

میر عبد الرحمان جمالی۔ جی اس کے لئے دیکھنا پڑے گا جی۔ اس میں سندھ رورل کا بھی ہے۔ سندھ اربن کا بھی ہے اور بلوچستان کا بھی ہے۔

سید عبداللہ شاہ۔ اس میں دیکھ لیں جی جو اربن ہے اس کے نمبر زیادہ ہیں اور رورل کے کم ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی یہ بتا دیں کہ اس میں سندھ اربن کے کتنے ہیں اور سندھ رورل کے کتنے ہیں۔

Mir Abdul Rehman Jamali: Urban - 6 and rural - 3

Mr. Chairman: 60 rural and 40 urban

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ follow نہیں ہوا!

Syed Abdullah Shah: Yes, Sir. So there is an admitted breache of the quota provision

Mir Abdul Rehman Jamali: By the previous Minister.

Syed Abdullah Shah: Yes, by the previous Minister and are you going to remedy this wrong?

جناب عبدالرحمان جمالی۔ جناب بالکل صحیح ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ حسین احمد، آخری سوال جی۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف صاحب بتائیں گے کہ وہ خود میرٹ پر ہیں یا کوٹے پر۔

جناب عبدالرحمان جمالی۔ میرے خیال میں ان کا اپنا کوٹہ بھی ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ جی ان کا بھی ہے ۔جی اگلا سوال، نمبر 42۔

42. ***Syed Muhammad Fazal Agha:** Will the Minister for Industries be pleases to state the number of persons employed in grade 16 and below in the Ministry of Industries, its subordinate offices, attached departments and Corportions, since January 1992, with their province-wise break-up?

Haji Zafar Ali Khan Laghari: Required information is being collected and will be placed on the table later

Mr.Chairman: No answer.

کون ہے جی ظفر لغاری صاحب کی طرف سے کیوں جی لا منسٹر صاحب ظفر لغاری صاحبکی طرف سے کون جواب دے گا؟

جناب اقبال احمد خان۔ جی سوال میں لکھا ہوا ہے information collect کر رہے ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ جی کیا ہوا، میں نے سنا نہیں جی۔

جناب چیئرمین۔ جی وہ کہہ رہے ہیں کہ معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔ لیکن وزیر

صاحب کدھر ہیں۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب، یہ فائل ذرا آپ دیکھ لیں ۔ اس سوال کو ڈھائی مہینے سے زیادہ ہوگئے ہیں اور اگر اس عرصہ میں معلومات اکٹھی نہیں ہوسکیں تو پھر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری زندگی معلومات اکٹھی کر سکیں ۔ ۱۵ دن کا ضروری نوٹس ہوتا ہے اور اتنا عرصہ ہو گیا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب اقبال احمد خان صاحب

جناب اقبال احمد خان۔ جی یہی خرابیاں تھیں جن کی وجہ سے یہ سارے اقدامات ہونے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جی یہ صرف وزراء کا کام نہیں ہے ۔ یہ وزارت کا کام ہے ۔ secretariat کا کام ہے ۔ یہ کس طرح بھی اس سے مبرا نہیں ہوسکتی ہے ۔ وزراء تو آتے جاتے رہتے ہیں ۔ جناب secretariat permanent ہوتی ہے ۔ تین مہینے ہو گئے ہیں ۔ secretariat نے اس کا جواب تیار نہیں کیا۔ اس کی accountability کون کرے گا جی؟ خان صاحب نے تو آرام سے بول دیا کہ جی گورنمنٹ تھی جو بھی اگا لیں لیکن secretariat نے کام کیا جی؟ اس کا مجھے جواب دیجئے کہ سیکریٹریوں کی accountability کیسے ہوگی۔ secretariat والے کام کیوں نہیں کرتے۔ غلط کام کرتے ہیں اور اس کو چھپانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ جی ابھی معلومات اکٹھی کر رہے ہیں ۔ This is no reply- اس میں میرا privilege breach ہوا ہے جی کیونکہ نوٹس کے لئے ۱۲ دن ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب۔

جناب اقبال احمد خان۔ جناب چیئرمین! اگر سوال کو دیکھا جائے کہ یہ معلومات مانگ رہے ہیں

"........ number of persons employed in grade 16 and below in the Ministry of Industries, its subordinate offices, attached departments and corportions since January, 1992 with their province-wise break up".

یہ اتنی لمبی معلومات ہیں ۔ اس سے بہت سی agencies involved ہیں ۔ اس میں دیر ہونا کوئی ناممکن نہیں ہے ۔ لیکن جیسا میں نے معزز رکن سے گزارش کی ہے اس کا لیٹ ہونے کا پتا

کرتے ہیں کہ کیوں لیٹ ہوئی ہے اور انشاء اللہ اس کا جواب مل جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ تو کب تک آپ جواب دے دیں گے۔

جناب اقبال احمد خان۔ تو جناب میں یہاں commit نہیں کر سکتا لیکن جلدی اس کا جواب دیں گے لیکن اگر ہو سکا تو اس اجلاس میں اس کا جواب دے دیں گے۔

سید محمد فضل آغا۔ جی خان صاحب کے لئے ایک اور گزارش بھی ہے کہ یہ جتنی بھی information ہیں جتنی organizations کے نام انہوں نے لئے ہیں اتنے لوگ وہاں پر کام کرتے ہیں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ کام کرتے ہیں اور کروڑوں کے حساب سے تنخواہیں لیتے ہیں over employment ہوئی ہے وہاں پر بیٹھ کر لوگ اگر معلومات بھی نہیں دے سکتے تو فیلڈ میں کچھ ہو نہیں رہا وہ کیا کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس information کے ساتھ خان صاحب justify کریں کہ کتنے لوگ ان وزارتوں میں کام کرتے ہیں جو بیٹھ کر ہمیں معلومات نہیں دے سکتے۔ میں یہ addition بھی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ بات تو ٹھیک ہے جی کہ وقت پر جواب آنا چاہئے۔ اب وزیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں لیکن میں یہ درخواست کروں گا کہ مہربانی کرکے یہ ہدایات جاری کریں کہ آئندہ جو بھی information ہو تو ہر ایک کے پاس ہوتی ہے۔

جناب اقبال احمد خان۔ تعمیل کی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال نمبر ۴۳ میر عبدالجبار صاحب۔

43. * Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that the prices of the cement are rising day by day after the privatization of this sector, if so, the reasons thereof indicating also the steps taken by the Government to keep the prices stable?

Sardar Fateh Muhammad M. Hasni: Control on price of cement does not relate to Ministry of Production.

میر عبدالجبار۔ ضمنی سوال۔ سر، میرا سوال بڑا واضح تھا اور جواب بڑا عجیب سا ہے جی۔ میں نے پوچھا تھا۔

"Will the Minister Production be pleased to state whether it is a fact that the prices

of cement are rising day by day after the privatization of this sector. If so, the reasons thereof, indicating also the steps taken by the Government to keep the prices stable."

جناب جواب آرہا ہے

"Control on price of cement does not relate to the Ministry of Production." So, then who is responsible to answer this question, Sir?

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان ۔ جناب یہ بات تو ٹھیک ہے کہ وزارت پیداوار جو ہے privatization کے بعد اس کے اختیار میں نہیں ہے ۔ یہ بھی میرا اتفاق ہے کہ غیر ضروری طور پر گزشتہ دنوں میں جو سیمنٹ کی قیمتیں بڑھی ہیں۔ یہ بھی بہت ناروا چیز ہے تو اس مرحلے پر میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں میں متعلقہ وزارت سے بھی اور دوسری وزارتوں سے بھی جو اس میں involve ہیں توجہ مبذول کرواؤں گا کہ اس مسئلے پر فوری توجہ دیں اور یہ لوٹ کھسوٹ جو privatization کے ذریعے سے ہو رہی ہے اس کو بند کریں اور عوام کو سیمنٹ اور دوسری ضروریات زندگی مہیا ہونی چاہئیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider. Sir, I will not hold Mr. Iqbal Ahmed Khan responsible for this wrong statement which has been made. The State Cement Corporation of Pakistan is very much part and parcel of the Ministry of Production. All the cement units which have not yet been sold or privatized or gifted away to the kith and kins of Mr. Nawaz Sharif are still under their control and they control the prices. So, it is a bureaucratic mistake of the bureaucracy and I would request Iqbal Ahmed Khan Sahib to really ask the Minister for Production to take action against those bureaucrats who have given this evasive reply.

جناب چیئرمین۔ جی اقبال صاحب۔

جناب اقبال احمد خان۔ وہ تو میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب جبار صاحب۔

Mir Abdul Jabbar: Sir, I have collected the statistics of the prices of cement, and with your permission I will place it before you and the House.

15-1-1992 کو سیمنٹ کی قیمت فی میٹرک ٹن فیکٹری ریٹ کے حساب سے جناب 2013.40 روپے بنتی تھی۔ یعنی 20 بیگ 2013.40 روپے کے تھے۔ آج اس کی قیمت privatization کے عمل سے گزرنے کے بعد 2800 روپے فی میٹرک ٹن ہے یہ فیکٹری ریٹ میں تھوک حساب سے ہے اور جو retail کے rates ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت بازار میں 155 روپے میں سیمنٹ کی ایک بوری فروخت ہو رہی ہے۔ صرف دو ماہ میں قیمت اتنی زیادہ ہو گئی ہے یعنی 2000 روپے سے 2800 روپے تک آ گئی ہے۔ جناب اس کے بارے میں وزیر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب اقبال احمد خان۔ جناب چیئرمین، میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ نامناسب increase ہو۔ اس موقع پر میں اس سلسلے میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ متعلقہ وزیر ان کے اپنے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب تشریف لاتے ہیں ان سے بات کریں اور میں generally عرض کر رہا ہوں کہ جو increase of prices ہے سیمنٹ ہو یا دوسری چیزیں ہوں، گورنمنٹ کو ان کے متعلق سنجیدہ پالیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ اپنی گورنمنٹ سے بات بھی کروں گا اور کوشش کروں گا کہ کیا اقدامات کیے جائیں کہ یہ جو غیر ضروری قیمتیں بڑھ رہی ہیں ان پر قابو پایا جا سکے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔

میر عبدالجبار۔ گزارش یہ ہے جی کہ اس سوال کو defer کر دیں۔ جب وزیر صاحب متعلقہ آ جائیں گے تو۔

جناب چیئرمین۔ جواب تو آ گیا ہے ناں۔ اگر آپ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا بھی طریقہ ہے۔ آپ اس کو ایک نوٹس کی شکل میں دے سکتے ہیں۔

میر عبدالجبار۔ جناب میں نے قیمتیں مانگی تھیں، مجھے قیمتیں نہیں ملیں۔ یہ تو میں اپنی طرف سے لایا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی اقبال صاحب، defer کر دیں، وہ کہتے ہیں کہ جواب سے

تسلی نہیں ہوئی۔

جناب اقبال احمد خان۔ان کے متعلق سوال جو ہے وہ یہ ہے کہ

"Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that the prices of the cement are rising day by day after the privatization of this sector. If so, the reasons thereof, indicating also the steps taken by the Government to keep the prices stable?"

اس میں یہ نہیں دیا ہوا کہ ہم نے قیمتیں پیش کرنی ہیں یا کیا ہے ۔ اس میں انہوں نے صرف مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ قیمتیں بڑھ رہی ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے اور گورنمنٹ کیا اقدام کر رہی ہے ؟

جناب چیئرمین۔ صحیح ہے

جناب اقبال احمد خان۔ تو میں نے جناب پہلے ہی عرض کیا ہے کہ ہم اس کی طرف توجہ دیں گے اور دیکھیں گے کہ قیمتیں نہ بڑھیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے اور کم ہوں۔ نہ صرف سیمنٹ بلکہ دوسری commodities کی طرف بھی توجہ دیں گے ۔ یہ میں نے پہلے بھی یقین دہانی کرائی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اور قیمتوں کے متعلق آپ نے خود ہی بتا دیا ہے کہ قیمت اتنی بڑھ گئی ہے۔ آپ یہ فرما رہے ہیں ناں کہ 2013 روپے سے 2800 روپے ہوگئی ہے۔ تو figure تو آ گئی ہے ۔

میر عبدالجبار ۔ یہ figure تو میں لایا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ یہ صحیح ہے ناں۔ اس کو صحیح مان لیتے ہیں۔ جی فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال۔ جناب اس سلسلے میں آپ کو یاد ہوگا کہ سیمینٹ کی قیمتوں کے متعلق میری ایک تحریک التوا، آئی تھی تو ہمارے سابق وزیر خزانہ نے اعلان کیا تھا کہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تین لاکھ ٹن سیمنٹ جہاز کے ذریعے ۱۵ دن میں پہنچ جانے کا اور وہ پہنچ گیا۔ اب وہ تین لاکھ ٹن سیمنٹ پہنچنے کے بعد بھی prices جیسا کہ ہمارے معزز رکن نے کہا ہے بڑھ رہی ہیں ۔ تو مجھے یہ افسوس ہوتا ہے کہ گورنمنٹ آئی جانی چیز ہے لیکن ان کو اتنا پتہ نہیں چلتا اور ہاوس کو کس طرح دھوکے میں رکھتے ہیں ۔ ہمارے سابق وزیر خزانہ ہوتے تو میں پوچھتا انہوں

نے بڑے زور سے ایوان میں کہا تھا کہ سیمنٹ کی price آج ہی گر جانے گی کیونکہ تین لاکھ ٹن سیمنٹ منگوایا گیا ہے ۔ پتہ یہ چلا ہے کہ ایک آدمی کو تین لاکھ سیمنٹ منگوانے کے لئے کہا گیا ۔ اس نے ایسے موقع پر منگوایا کہ جب یہ پالیسی سے ہچپن ہو گیا ۔ اب وہ آدمی ہچپن ہی بیچ رہا ہے ۔ تو اب یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ انکوائری کرائے ۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس کی انکوائری کروائیں کہ تین لاکھ ٹن سیمنٹ کہاں گیا؟ اب یہ prices کیوں بڑھی ہیں؟

جناب اقبال احمد خان ۔ انشاء اللہ اس مسئلے کو بھی ٹیک اپ کریں گے ۔

میاں عالم علی لالیکا ۔ کیا وزیر قانون صاحب اور موجودہ حکومت سیاستدانوں کے علاوہ privatization کے نتیجے میں قیمتیں زیادہ کرنے والوں کا احتساب کرنے کا بھی کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب اقبال احمد خان ۔ میں محترم رکن سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس قسم کا کوئی specific case لائیں تو انشاء اللہ ان کے ساتھ مل کر بدعنوانیاں کرنے والوں کا ضرور مواخذہ کیا جائے گا ۔

جناب چیئرمین ۔ اگلا سوال نمبر 44 بہرہ ور سعید صاحب ۔

44. ***Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that the U.S.A. authorities at Islamabad refused visa to Mr. Yar Muhammad Khan of Forest Department N.W.F.P. for official visit to U.S.A., if so its reasons?

Mr. Shir-ud-Din Pirzada: As no specific dates have been given, the Ministry of Foreign Affairs has to carry out a thorough check of its record to ascertain the facts of the case cited by the honourable Senator. The reply would be furnished as soon as the requisite information is available.

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جناب یہ تو ایک بار پھر vague سا جواب ہے کہ 'as soon as' میں یہ گزارش کروں گا کہ کیا وزیر صاحب یہ گارنٹی دیں گے کہ اس کا جواب اس موجودہ سیشن میں آ جائے گا ۔

Mr. Chairman: Yes, Honourable Minister for Foreign Affairs.

Mr. Sharif-ud-Din Pirzada: Mr. Chairman, Sir, as no specific date has been conveyed about the refusal of visa in respect of the person and that is the difficulty. We have checked up the record of last 6 months. So if the honourable Senator is prepared to furnish to me the date, I will certainly look into the matter and reply him.

جناب چیئرمین۔ کیا آپ date دے سکیں گے کہ کب یہ refuse ہوا تھا؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب میں وہ اخبار کا piece پیش کر دوں گا یہ NWFP کا case تھا۔ وہ اخبار کا piece میں پیش کروں گا جس میں یہ خبر آئی تھی۔ میں نے پچھلے سیشن میں بھی یہ سوال بھیجا تھا مگر پتہ نہیں اس کو کیسے ادھر ادھر کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال اس کی تفصیل مل جانے تو وہ کہتے ہیں کہ میں پتہ کر دوں گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ یہاں میں ان کو وہ اخبار کا piece دے دوں گا لیکن اگر یہ in the mean time حکومت صوبہ سرحد سے contact کریں تو بہتر ہوگا وہ ان کی اپنی ہی حکومت ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال آپ نے سوال پوچھا ہے آپ اگر دیکھ لیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میں جناب وہ اخبار پیش کروں گا لیکن یہ حکومت صوبہ سرحد سے بھی پوچھ لیں کیونکہ وہ جنگلات کا بہت بڑا افسر تھا۔

جناب چیئرمین۔ جو آپ کے پاس تفصیل ہے وہ دے دیں۔ باقی یہ خود پتہ کر لیں گے۔ اگلا سوال نمبر 44-A میر عبدالجبار صاحب

44-A ***Mir Abdul Jabbar:** Will the Minister for Industries be pleased to state the total number of new industrial units approved or installed during the Nawaz Sharif regime indicating also the details thereof.

Haji Zafar Ali Khan Leghari: According to the Industrial Policy

in vogue, approval of the Government is not required to set up any industrial unit except in case of the following:-

1. Arms and ammunition.
2. Security Printing, Currency and Mint.
3. High Explosives.
4. Radio-active substances.

During the period from 6-11-1990 till 18-4-1993, Ministry of Industries after the approval of FCC, have issued sanction for setting up one project falling in the above specified list i.e. manufacture of high explosives to M/s Wah Nobel Ltd. at Saindak Baluchistan. No other sanction has been issued by the Ministry of Industries.

The sponsors now apply directly to Banks/DFIs for approval of financial assistance for their projects. Therefore, necessary information from the following institutions has also been requested for:

1. Pakistan Banking Council.
2. Pakistan Industrial Credit and Investment Corporation.
3. Industrial Development Bank of Pakistan.
4. National Development Finance Corporation.
5. Regional Development Finance Corporation.
6. Banker's Equity Fund.

The required information from the above institutions may take some time. Therefore, it will be placed on the table of the House as soon as it is recieved.

Mr. Chairman: Supplementary question.

Mr. Abdul Jabbar: Agam Sir, this answer is also incomplete.

میرا سوال یہ تھا۔

"Will the Minister for Industries be pleased to state the total number of new industrial units approved or installed during the Nawaz Sharif regime indicating also the details thereof ?"

Last para of Ithe reply, it says,

"The required information from the above institutions may take some time. Therefore, it will be placed on the table of the House as soon as it is received."

میرا مطلب یہ ہے کہ انفارمیشن پھر بھی مکمل نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں میرے پاس تو کوئی اور جواب ہے۔

میر عبدالجبار ۔ میرے پاس یہی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں، میرے پاس جو ہے، وہ یہ ہے کہ According to the Industrial Policy in vogue----

میر عبدالجبار ۔ نہیں جناب، last para ہے ۔ یعنی last para of the reply.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔

Mir Abdul Jabbar: So, this means Sir, that the reply is still incomplete. So, I shall be highly grateful if the reply is given

جناب چیئرمین ۔ کہتے ہیں کہ reply incomplete ہے "required information from the above institutions may take some time." تو اس سیشن میں کوشش کروں۔

جناب اقبال احمد خان۔ جناب، اس کو defer کر دیں تا کہ میں اس کو دیکھ لوں۔

Mr. Chairman: This is deferred and that brings us to the end of the Question Hour. Yes, Hafiz Sahib, point of order.

حافظ حسین احمد ۔ جناب محترم، یہ آج کل سات سوال ہیں اور سات میں سے دو کا لکھا ہوا ہے کہ جی ابھی تک معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں ۔ باقی پانچ کے جوابات مکمل نہیں ہیں افراد کم ہیں میرے خیال میں کام زیادہ ہے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے خود ہی جواب دے دیا۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب عالم علی لالیکا صاحب ناسازی طبع کی بنا پر مورخہ ۲ مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ خواجہ حمید الدین سیالوی صاحب medical check up کے لئے ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے واپسی تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)۔

جناب چیئرمین۔ سردار محمد یوسف خان ساسولی صاحب نے علالت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)۔

Mr. Chairman: Next we come to the privilege motion. Brig. Hayat Sahib.

میرے خیال میں کل ان کی باری تھی۔

Syed Iqbal Haider: Point of order. Sir, I draw your kind attention to Rule 75, my contention was challenged in this House by my learned friend Prof. Khurshid Ahmed Sahib that there is no rule prohibiting clubbing of the adjournment motions.

(interruption)

Syed Iqbal Haider: Sir, I draw your attention that adjournment motion is only admissible or can be discussed.

جناب چیئرمین۔ وہ صحیح ہے اقبال حیدر صاحب جب اس مسئلے پر آئیں گے تو پھر

آپ کی بات سنیں گے ۔ Who is clubbing at the moment? ابھی کون فیصلہ کر رہا ہے

clubbing کا ابھی تو یہ مسئلہ ہی نہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب clubbing کا مسئلہ نہیں لیکن میری گزارش ہے ۔۔

جناب چیئرمین ۔ بھئی جس وقت مسئلہ consider کروں گا تو گزارش سنوں گا ۔

ابھی میں کیا آپ کی بات سنوں۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب بات یہ ہے کہ آپ movers of the adjournment

motions کو priority دے رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو کس نے کہا ہے ؟

Syed Iqbal Haider: Sir, you are following the list.

Mr. Chairman: I am only giving priority to the movers of the privilege motion.

Syed Iqbal Haider: No, afterwards.

Mr. Chairman: Afterwards.

آپ کو کس نے کہا ہے ؟ آپ مفروضوں پر ساری بات کرتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب مفروضوں پر نہیں۔

جناب چیئرمین۔ یعنی جس طرح میں نے کل یہی کہا تھا کہ ۔

Immediately after the movers I would like to hear Janab Tariq Chaudhry Sahib and his capacity is Leader of the House.

کل یہی میں نے کہا تھا ۔جی جناب حیات صاحب۔

Further discussion on the Privilege Motion Re: dissolution of National Assembly

ملک محمد حیات ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب میرا موشن بھی وہی ہے جو خواجہ صاحب نے دیا ہے اس لئے میں اس کے پڑھنے میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔

صدر صاحب نے dissolution under 58 (2) (b) کیا ہے اگر آپ اس کو پڑھیں تو وہ

یہ ہے۔

"A situtation has arisen in which the government of the Federation cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution and appeal to the electorate is necessary".

میرے خیال میں یہ situation arise نہیں ہوئی ہے اس لئے یہ dismissal arbitrary ہے اور اس کو نہیں ہونا چاہئے ۔ لہذا یہ Constitution کے خلاف ہے اگر وہ چاہتے تو para (a) apply کر سکتے تھے جس میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

"A vote of no-confidence having been passed against the Prime Minister, no other member of the National Assembly is likely to command the confidence of the majority of the members of the National Assembly in accordance with the provisions of the Constitution, as ascertained in a session of the National Assembly summoned for the purpose."

پہلے اسمبلی کو summon کرتے اور no-confidence motion ہوتا' اس کے بعد فیصلہ ہوتا۔ بہرحال میرے خیال میں یہ غلط اقدام ہے اور صدر صاحب نے اس اسمبلی کو ختم کیا ہے جس کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا یہ جمہوریت ۱۹۴۷ء سے' شروع ہی سے اس ملک میں صحیح نہیں چل رہی اور اس میں سبھی involve ہیں ۔ پرانے سیاستدان بھی اور نئے سیاستدان بھی اور زیادہ تر heasds of state اور heads of government سب اس میں شامل ہیں اور یہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ کسی نے ابھی تک اس سے سبق نہیں سیکھا۔ یہ ۱۹۵۲ء میں شروع ہوا جس وقت غلام محمد نے اس وقت کی Constituent Assembly dissolve کی تھی۔ جس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ کوئی قانون نہیں تھا۔ لیکن اس نے کر دیا۔ تاریخ میں بدترین heads of state میں شامل ہوگیا۔ سکندر مرزا نے بھی اس طرح کیا اور اس نے دو سال میں چار پرائم منسٹر بدلے جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ بیچ میں ایک نئی پارٹی بھی کھڑی کر دی جس کا نام ریپبلکن پارٹی تھا اور وہ بھی تاریخ میں بدنام ہوکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔ یہ dissolution اس دور میں تین دفعہ ہو چکی ہے اور تین دفعہ dissolution کرنے والوں کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی ۔ ملک کے ساتھ انہوں نے زیادتی کی ہے ۔ جہاں تک موجودہ اسمبلی کی dissolution کا تعلق ہے اس کا میں نے پہلے کہہ دیا' اس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اسی طرح ۱۹۹۰ء میں بھی کوئی خاص جواز نہیں تھا کیونکہ آج تک جس وجہ سے وہ اسمبلی گئی وہ کوئی وجہ ثابت نہیں ہو سکی۔ بلکہ ایک شخص کے

خلاف ۱۲ میں سے ۱۰ چارجز ڈراپ ہوگئے آج وہ وزیر بن گیا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی غلط تھا اور یہ موجودہ dissolution بھی غلط ہے تو دو دفعہ ایسی غلطی کرنے سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صدر صاحب ملک سے کیوں نہیں پوچھتے؛ اگر آج ریفرنڈم کرائیں تو ۸۰ فیصدی لوگ یہ ووٹ دیں گے کہ یہ فیصلہ غلط تھا۔ اس فیصلے کے پیچھے جن لوگوں کا ہاتھ ہے وہ وہی ہیں جن کو میں سیاسی یتیم کہہ سکتا ہوں ' جن کو نوکریاں چاہیئے تھیں یا منسٹریاں چاہیئے تھیں اور وہ دو مہینے سے محلاتی سازشیں کر رہے تھے اور اس میں شاید یتیموں کے علاوہ serving and retired bureaucrats شامل تھے جن کو پھر یہاں اسمبلی میں لایا بھی گیا اس کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔

بہرحال جو صدر صاحب نے فیصلہ کیا ہے اب ہو چکا ہے ۔ اب courts جو بھی فیصلہ کریں گی اس پہ یہ ملک چلے گا۔ لیکن interim government بن چکی ہے اور وہ بار بار وعدہ کر رہے ہیں کہ ۱۴ جولائی کو الیکشن ہو جائیں گے ۔ امید ہے کہ وہ اس وعدے پر پورے اتریں گے چونکہ انہوں نے جو چند ایک وزیر بنائے ہیں اچھے قابل ہیں لیکن چند ایک کو خالی نوکریاں دینے کے لئے رکھا ہوا۔ آج تک اتنی بڑی کابینہ ملک میں نہیں ہوئی۔ ۵۹ ہیں اور سنا ہے ۱۲ اور بن رہے ہیں تو اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے جتنے X (xxxxxxxxx) رہے ہیں بہتر ہے تاکہ آئندہ کسی الیکشن میں یا ریفرنڈم میں ان کی مدد لی جا سکے ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہوں گا کہ اس اسمبلی سے زیادہ بدعنوان صوبائی اسمبلیاں ہیں اور پچھلے تین ' چار سال سے میں نے ہاؤس میں ایک دفعہ ایک کمیٹی میں کہا کہ اگر ۷۰ فیصدی ایم این اے کرپٹ ہیں تو ۹۰ فیصدی ایم پی اے کرپٹ ہیں اور سو فیصدی ڈسٹرکٹ کونسلر کرپٹ ہیں ' اس لئے ان سب کو abolish کیا جائے تاکہ الیکشن کے لئے راستہ سیدھا ہو لیکن وہ فوج کی نگرانی میں کرائے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' جی صاحب۔

Syed Iqbal Haider:........ speech but the most derogatory remarks used for the honourable Ministers are highly objectionable.

جناب چیئرمین۔ کیا ریمارکس ہیں؛

سید اقبال حیدر۔ یہ (------) X منسٹر آ گئے ہیں یہاں پر۔

X بحکم چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ جی (xxxxxx) کا لفظ expunge کیا جائے۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ (xxxxxxx) ایسی کوئی بات تو نہیں ہے

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ راجہ افضل خان صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین، شکریہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پہ مجھے اظہار خیال کی دعوت دی۔ میں بھی اپنے بعض دوسرے ساتھیوں خاص طور پر گیلی صاحب کی طرح اس نئی صورتحال میں تھوڑا سا confused ہوں کہ شروع دن سے اپوزیشن کی طرف سے بولنے کا کچھ نہ کچھ تھوڑا سا تجربہ مجھے حاصل ہوا تھا اور آج پہلے ہی دن پکڑا گیا ہوں۔ بہرحال نئی ذمہ داریوں میں جس طرح میں عہدہ برآ ہو سکا اس وقت آٹھویں ترمیم۔۔۔

جناب چیئرمین۔ جی، پوائنٹ آف آرڈر

Syed Abdullah Shah: Is the Leader of the House on his proper seat? I think the Leader of the House sits in the front.

جناب چیئرمین۔ فی الحال ان کی وہی سیٹ ہے جب یہاں آئیں گے تو یہاں سے بول لیں گے۔ ان کی آواز اتنا ہی اثر رکھے گی یہاں سے بولیں یا وہاں سے بولیں کوئی فرق نہیں پڑے گا جی جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین، آٹھویں ترمیم کے تحت حاصل شدہ صدر کے اختیارات اور پھر ان اختیارات کے استعمال کے بعد یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ کیا ان کو صحیح طور پر استعمال کیا گیا یا غلط طور پہ، جناب چیئرمین، کل بہت ساری تقاریر ہوئیں۔ بہت سی باتیں کہی گئیں، میں نے بھی سنیں اور مجھے انتہائی مسرت ہے کہ اس ایوان میں اب بہت سارے نئے پارلیمنٹیرین ایک اچھے جذبے اور جوش کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم بہت چھوٹے سے تھے تو ہمارے ذہن میں مغربی پاکستان اسمبلی اور پاکستان کی سیاست کے حوالے سے شہر اقبال کے ایک بہت ہی معروف سیاستدان وہ ہمارے دلوں میں گھر کرتے تھے ہم ان کی تقاریر اور بیانات سے بہت متاثر تھے اور پھر وہ معروف سیاستدان پہلی و آخری غیر منتخب شوریٰ

(xxxxxxx)X بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

کے سربراہ بنے اور انہیں بہت اشتیاق تھا کہ وہ ۱۹۸۵ء کی اسمبلی کی سربراہی کرتے تاکہ آٹھویں ترمیم ان کی سربراہی میں پاس ہوتی جس پر آج یہ غلغلہ ہو رہا ہے ۔ بہرحال وہ سربراہی یا سپیکرشپ ہار گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے آٹھویں ترمیم کے حق میں نہ صرف ووٹ دیا بلکہ بہت پراثر اور خوبصورت اور اچھی تقری بھی کی ۔

خطائے بزرگاں خطا است

لیکن بہ حال مجھے خوشی ہے کہ آج اس ایوان میں ان کے فرزند ارجمند نے اپنے آباء کی غلطیوں کو درست کرنے کا تہیہ کیا ہے اور ان کی خطاوں کو وہ ٹھیک کر رہے ہیں ۔ مغلوں کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کا احتساب کرے ۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور پھر میرے بعض بزرگ ہیں جن سے ہم سب کچھ سیکھ سکتے ہیں ' انہوں نے کچھ تقریریں کیں ' کچھ کریں گے وہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ آٹھویں ترمیم ہم نے دباؤ میں آ کے قبول کی ۔

ع وہ یہیں سے لوٹ جانے جسے زندگی ہو پیاری ۔

بھئی آپ نے سیاست کا مشغلہ اختیار کیوں کیا تھا؟ اس وقت کے صدر مملکت کے دباؤ میں تو آپ کر رہے تھے آج یکا یک بہادر کہاں سے ہو گئے؟ یا اس وقت آپ غلط بیانی کر رہے تھے قوم کو دھوکا دے رہے تھے ۔ قوم کے ساتھ فراڈ کر رہے تھے ۔ اسے چیٹ کر رہے تھے یا پھر آپ اب اس کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔ اسمبلیوں کی تحلیل پر بڑا شور ہے ' بڑا ہنگامہ ہے ' بڑے زوردار بیانات دیئے جا رہے ہیں اور کس کے کہنے پہ یا کس کے جانے پر' سابق وزیر اعظم کا کل یہ بیان چھپا ہے ' بینر لائن ہے ' " نوائے وقت " کی پہلی سرخی ' لکھا ہے کہ صوبائی حکومتیں بدعنوان ہیں انہیں برطرف کیا جائے ۔ میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعظم)

کب کھلا تجھ پر یہ راز

وصل سے پہلے کہ بعد

یہ اچانک راتوں رات بدعنوان ہوگئیں یا آپ ان کی اس بدعنوانی میں برابر کے شریک بلکہ ان کو بدعنوان بنانے والے تھے ۔ کیونکہ آپ ہی تو چیف ایگزیکٹو تھے ملک کے جو ان کی بدعنوانی کو روک سکتے تھے ۔ اور آج یہ اچانک راز کھلا ہے کہ وہ پچھلے چار دنوں میں بدعنوان ہوگئی ہیں

جناب چیئرمین ! بات ہوئی کہ ایک آدمی کو مینڈیٹ ملا تھا اور جس شخص کو مینڈیٹ ملا اس کے مینڈیٹ کو چرایا گیا ہے ' اس کو باہر نکال دیا گیا ہے ' اس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے ۔ مجھے بھی صدر مملکت کے اس اقدام پر اعتراض ہے : میرا اعتراض دوسرے ممبروں سے

مختلف ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ صدر مملکت نے اس حکومت کو اڑھائی سال کیوں چلنے دیا۔ اس حکومت نے پہلے دن اپنے مینڈیٹ سے انحراف کیا۔ اس نے پہلے دن سے سوچ رکھا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ کر آئی ہے کبھی نہیں کرے گی۔ وہ فریب دے گی ' جھوٹ بولے گی' اور اقتدار کو اپنے گھر کی لونڈی سمجھے گی ۔ جناب چیئرمین ! یہ انتخابات کے results ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد نے ۹۰ لاکھ ووٹ حاصل کئے' یعنی کل ووٹوں کا 37.37 فیصد' اور پی ڈی اے نے ۸۰ لاکھ ووٹ حاصل کئے ' یعنی کل ووٹوں کا 36.83 فیصد۔ یعنی دونوں کے ووٹوں میں 1.2 فیصد کا فرق ہے ۔ اور اس میں لکھا ہے کہ جمعیت العلمائے اسلام فضل الرحمان گروپ نے ۳ فیصد ووٹ حاصل کئے ۔ اور اسی طرح نیشنل عوامی پارٹی نے ۲ فیصد۔ اب آپ غور فرمائیے کہ اسلامی جمہوری اتحاد جس میں مسلم لیگ تھی ' جس میں جماعت اسلامی تھی' جس میں جے یو آئی تھی ' جس میں جتوئی صاحب کی این پی پی تھی' جس میں مرتضیٰ پویا صاحب تھے ۔ اگر ان تمام پارٹیوں کو جو مسٹر نواز شریف کی حکومت کا ساتھ چھوڑ گئیں ' اگر ان کے سب کے ووٹوں کی تعداد صرف پانچ فیصد لگا لیں تو آپ فرمائیے کہ کچھ کو آپ نے دھکے دیئے یا وہ خود آپ کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ جس دن وہ آپ کو چھوڑ کر چلی گئیں آپ کے پاس 37.37 فیصد ووٹ نہیں بچے ۔ آپ کے پاس maximum تیس فیصد ووٹ رہ گئے ۔ اور آپ تیس فیصد ووٹوں کے ساتھ ان لوگوں کے مقابلے میں اقتدار میں بیٹھنا چاہتے ہیں جن کو 36.83 ووٹ ملے ۔ یہ مینڈیٹ' کس چیز کا مینڈیٹ' اور جناب چیئرمین ! کسی کی شکل و صورت' کسی کی چال ڈھال' کسی کی خوش لباسی' کسی کی واسکٹ کا رنگ' کسی کے جوتے کی چمک دیکھ کر کوئی ووٹ نہیں دیتا۔ ووٹ دیا جاتا ہے پروگرام پر' ووٹ دیا جاتا ہے منشور پر اور ووٹ دیا جاتا ہے ان نعروں پر جو آپ نے لگائے اور ان وعدوں پر جو آپ نے عوام کے ساتھ کئے ۔ جناب چیئرمین ! یہ آئی جے آئی کا منشور ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ اس کے کچھ حصے پڑھوں اور باقی آپ کو دے جاؤں گا ۔ آپ اس کو پڑھ لیں اگر اس کے پہلے جملے سے لے کر آخر لفظ تک ایک جملے پر بھی عمل کیا گیا ہو ایک ذرہ برابر بھی تو پھر ہم گردن زدنی۔ اگر نہیں کیا گیا تو پھر کس منہ سے آپ مینڈیٹ کی بات کرتے ہیں ' کس طرح آپ اقتدار جاری رکھنا چاہتے ہیں ' کس طرح آپ کرسیوں پر بیٹھے رہنا چاہتے ہیں اور کس طرح اس بات کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ آپ اس کو جاری رکھیں۔

جناب چیئرمین ! ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر عوام کے ساتھ صدق دل سے عہد کرتے ہیں کہ ہم قرآن و سنت کی بالادستی کا قیام' عوام کے حقوق کا تحفظ اور عدل کی حاکمیت کے لئے

مسلسل جدوجہد کریں گے ۔ ہم بہرحال اپنے عوام کی سیاسی غلامی، معاشی محرومی، سیاسی پسماندگی اور نفسیاتی خوف اور غیریقینی صورتحال سے نجات دلانے میں کامیاب ہوں گے۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم پاکستان کو اخلاقی گراوٹ، معاشی استحصال، لسانی جھگڑوں، نسلی عداوتوں، سیاسی استحکام اور عالمی سپر طاقتوں یا علاقائی بڑی طاقتوں کی طرف سے درپیش بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے بھرپور مساعی کریں گے۔ پاکستان میں قرآن و سنت کی بالادستی ہوگی، پاکستان میں حقیقی جمہوریت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ پاکستان میں کے ہر شہری کے لئے چاہے وہ مرد ہو، عورت یا بچہ، مساوی حقوق اور مساوی قانونی تحفظ ہوگا۔ خواتین کے تشخص، سماجی، سیاسی، معاشی حقوق کے تحفظ تاکہ وہ معاشرے میں اپنا بھرپور مثبت کردار ادا کر سکے۔ نسلی، لسانی، علاقائی، طبقاتی تعصبات کے خاتمے کے لئے مختلف حصوں کے عوام کے درمیان اخوت اور یگانگت کی ترویج۔۔۔

خیر یہ لمبا ہے میں اس حصے کو چھوڑتا ہوں۔ پھر آتا ہے۔۔

اسلامی جمہوری اتحاد کے اقتصادی اور سماجی پروگرام کے بنیادی مقاصد یہ ہوں گے

ملک میں ایک ایسے عادلانہ معاشرے کا قیام جو ہر فرد کو اقتصادی اور سماجی انصاف مہیا کرے، اور شہری اور دیہی نیز ترقی یافتہ اور کم ترقی یافتہ علاقوں میں موجود تفاوت دور کرے۔ ہر شہری کو خوراک، رہائش، لباس، تعلیم، صحت اور سودمند روزگار کی فراہمی کی ضمانت ملک کی قومی دولت کو عشر رواں کے دوران دوگنا کرنے کے لئے اقتصادی ترقی کی رفتار میں اضافہ۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے جمہوری اتحاد ملک میں زرعی و دیہی ترقی کے ایک جامع پروگرام کا آغاز کرے گا جو درج ذیل پر مبنی ہوگا:۔

ملک بھر میں دیہی ترقی کے لئے بنیادی ضروریات کو وسیع بنیادوں پر فروغ دیا جائے گا اور تمام دیہی علاقوں کو ایک مربوط پروگرام کے تحت کھیت سے منڈی تک سڑکوں اور بجلی اور تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

ہم کراچی سے پشاور تک جی ٹی روڈ کو ڈبل کر دیں گے تاکہ پاکستان کے شہری بغیر کسی رکاوٹ کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک سفر کر سکیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، یعنی اس میں کہیں بھی privatization ہونی چاہیئے یا نہیں ہونی چاہیئے، اس میں کہیں بھی privatization کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس میں کہیں بھی موٹر وے کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن جی ٹی روڈ کو ڈبل کرنے سے صرف ۳ بلین روپیہ خرچ ہوتا ہے یا ۴ بلین خرچ ہوتا ہے تو ۴ بلین سے مزہ کہاں سے آیا؟ مزہ تو آتا ہے جب لاہور سے اسلام آباد تک روڈ بنے اور ۲۷ بلین میں بنے اور ۲۷ بلین کی kick back کو تو چھوڑیں۔ خالی indenting جو

ہے وہ بھی چند ارب روپے، چند سو کروڑ روپے بنیں، اور جناب چیئرمین۔ اس ہاؤس میں ایک دوست تشریف رکھتے ہیں۔ اگست ۱۹۹۱ء میں جب پورے ملک کے اندر ہا ہا کار مچی ہوئی تھی اور پورے ملک میں غریب اور متوسط طبقے نے لوگ کواپریٹو سکینڈل میں اپنی اربوں روپے کی پونجی لٹ جانے پر نوحہ کناں تھے۔ وہ کوآپریٹوز سیکنڈل، کواپریٹو کے ڈوب جانے پر سڑکوں پر آ کر بیٹھے تھے اور اپنے بچوں کے بھوکے پیٹ کے ساتھ فریاد کر رہے تھے کہ ہماری پونجی واپس لوٹائی جائے۔ عین اس وقت میں وزیر اعظم کے ایک بہت قریبی رشتہ دار یہاں موجود نہیں تھے وہ ٹوکیو میں DAEWOO کے چیئرمین کے ساتھ مذاکرات کر رہے تھے، اور یہاں وہ میرے فاضل دوست بیٹھے ہیں جن کو اس وقت وہاں سے فون آیا کہ یہاں کوئی بہت بڑی ڈیل ہو رہی ہے لیکن پتہ نہیں چلتا اور وہ ڈیل چند ہفتوں میں باہر آ گئی۔ جناب چیئرمین! جب باڑی کھیت کو کھانے تو کسان کہاں سے کھانے گا۔ قوم کہاں سے کھانے گی۔ باڑی کھیت کو کھاتی رہی۔

جناب چیئرمین! سب سے بڑی کواپریٹو کے مالک نے مجھے approach کیا اور اس نے کہا کہ جناب آپ کے حکمرانوں نے یہ بات کہی ہے کہ ہم نے ۴۲ کروڑ روپیہ قرض لیا ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ ہم نے ایک ارب سے زیادہ دیا ہے اور وہ اس طرح ہم سے لیا گیا کہ انہیں ضرورت تھی۔

پانچ کروڑ روپیہ ہم سے پہلے پہل کسی دوست کے ذریعے مانگا گیا۔ جب ہم نے ۵ کروڑ دے دیا تو اس کے بعد کواپریٹو رجسٹرار کی طرف سے ہمیں لیٹر موصول ہوتا ہے کہ تم نے ناجائز کاروبار کیا، کیوں نہ تمہارے خلاف کارروائی کی جائے؟ اس لیٹر کے بعد اگلے دن پھر وہ موصوف میرے پاس آتے ہیں، ۵ کروڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر رجسٹرار سے لیٹر آتا ہے۔ پھر ۵ کروڑ ہم دیتے ہیں، پھر ہمیں لیٹر آتا ہے پھر ہم دیتے ہیں۔ اس طرح ہمیں مجبور کرکے بلیک میل کرکے اپنی حکمرانی کے زور پر ہم سے ایک ارب روپیہ لیا گیا۔ اس میں سے ۴۲ کروڑ روپے کا اعتراف کیا گیا اور وہ ۴۲ کروڑ روپیہ واپس کیسے ہوا؟ اس طرح واپس ہوا کہ جب کواپریٹوز ڈوب گئیں تو اس کے deposite certificates تھے وہ ۲۰ فیصد اور ۳۰ فیصد میں خرید کر ان کو واپس کئے گئے۔ یعنی پہلے تو ایک ارب کا ۴۲ کروڑ ہوا، پھر ۴۲ کروڑ کو بھی ۲۵ اور ۳۰ فیصد میں خرید کر واپس کیا گیا۔ تو اس طرح ایک ارب کا تقریباً" ۲۰ کروڑ روپیہ واپس کیا گیا۔ تو لیا کس دھونس پر، اپنی طاقت کی دھونس پر۔

جناب چیئرمین! جب بدعنوانی کا یہ حال ہو، جب اس طرح لوٹا جا رہا ہو تو کیا اس حکمران کو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ بیٹھا رہے۔ مینڈیٹ کا ذکر میں نے آپ سے کر دیا کہ یہ تھا کہ

ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں اور خواہشیں ان کی کیا ہیں حکمرانی کون سی مانگتے ہیں؟ سترھویں صدی کی، بلکہ سترھویں صدی کی حکمرانی بھی نہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ رومن بادشاہوں کی طرح ہمارے پاس سب کچھ ہو اور ہم بھوکے شیروں کے ساتھ جو لوگ ہمیں پسند نہیں ان کو لڑایا کریں۔ ان کو بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دیں۔ اور اگر میری اس بات میں کسی کو شک ہے تو پھر یہ ہے بارھویں ترمیم کا مسودہ، یہ بارھویں ترمیم کا اصل موسودہ ہے کوئی شخص اس کو پڑھ لے جو قانون کو جانتا ہے۔ اور وہ ہوش و حواس سے یہ بات کہے کہ آج کی دنیا میں یہ قوانین جاری ہو سکتے ہیں۔ جن میں یہ کہا گیا ہو کہ فیڈرل گورنمنٹ جس کی پہلے تشریح یہ ہے کہ صدر مملکت اور اس کے ساتھ چلنے والی گورنمنٹ۔ اس میں یہ کہا گیا ہو کہ فیڈرل گورنمنٹ سے مراد ہے وزیر اعظم، وفاقی وزیر، وزیر مملکت، مشیر، یا اس کے توسط سے کام کرنے والا کوئی شخص، اور پھر وفاقی حکومت کے لئے کیا مانگا گیا ہے کہ وہ کیا کرے گا کہ وہ اپنی اتھارٹی کسی بھی صوبے یا اس کے کسی بھی حصے تک لے جا سکتا ہے۔ 230-A جس کا اضافہ کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! آپ سے زیادہ کوئی باخبر نہیں ہے کہ 230-A اور اس کی مختلف شقیں کیا تھیں؟ ان میں یہ کہا گیا تھا کہ جو کچھ وفاقی حکومت کرے، کسی عدالت میں نہیں لے جایا جا سکتا اور وفاقی حکومت کا کوئی اقدام اگر آئین کی کسی شق سے متصادم ہو تو تب بھی وہ اقدام جو ہے اس کی اتھارٹی کو تسلیم کیا جانے گا

آئین کی دوسری شق کو اس پر کوئی برتری حاصل نہ ہوگی۔ اس میں یہ کہا گیا کہ جناب وفاقی حکومت کو آئین میں ترمیم کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس میں یہ کہا گیا کہ وفاقی حکومت کسی بھی ادارے، کسی بھی شخص یا کسی بھی ادارے کی اتھارٹی کو ختم کر سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! یعنی سپریم کورٹ کو تالا لگا دے۔ ایوان صدر بند کر دے، فوج کو چھٹیاں دے دے

سنجیاں ہو جان گلیاں وچ مرزا یار پھرے۔

آج کے دور میں مرزا یار کی ایسی خواہشیں ہیں۔ اور جس وقت یہ مسودہ قانون بنایا گیا تھا اور جس ذہن نے بنایا تھا اور جو ذہن یہاں کارفرمائی کرنا چاہتا تھا، کیا وہ ڈیموکریٹک تھا؟ یہ مسودہ قانون باہر آنے کے بعد اس حکومت کو اسی روز ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ وہ آئین سے بغاوت کر رہی تھی۔ وہ اپنے مینڈیٹ سے بغاوت کر رہی تھی۔ وہ اس قوم کو غلام بنانا چاہتی تھی۔

جناب چیئرمین! خواہشیں تو ان کی یہ ہیں کہ ان کو اختیار ہونا چاہیئے کہ پورے ملک کو، پورے ملک کی سرزمین کو پلاٹوں میں تقسیم کرکے بانٹ دیں۔ پورے ملک کی تمام معیشت، تمام

نئی صنعتیں صرف ان کے خاندان کے لئے ہوں۔ تمام صنعتیں جو حکومت کی تحویل میں ہیں وہ صرف دوستوں میں بانٹ دی جائیں۔ تمام بینک اپنے کارندوں کو الاٹ کر دیئے جائیں جناب چیئرمین! اس طرح ہوا ہے ۔ اس طرح صنعتیں دی گئی ہیں ۔ اس طرح دوستوں میں بانٹی گئی ہیں۔ اور جو دوسرے خریدار تھے اگر کسی دوسرے آدمی کی bid نکلی ہے تو اس کے لئے بنکوں کو مجبور کیا گیا ہے کہ اس کی package تیار نہیں ہونی چاہیئے اس کی package تیار ہونے سے بینکوں کو روکا گیا ہے پھر اس کو کینسل کرکے اپنے دوستوں کو دیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین! آپ تصور کریں کہ ایک ایسا حکمران جو پورے ملک کی معیشت کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا ہے' ایک ایسا حکمران جو وفاق کے تمام وسائل پر قابض ہے ۔ ایک ایسا شخص جو تمام نئی صنعتیں اپنے خاندان میں تقسیم کر رہا ہے اور ایک ایسا شخص جو پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب پر اپنے بھائی کی حکمرانی قائم کئے ہوئے ہے' ایک ایسا شخص جس نے تمام صنعتیں جو سرکاری تحویل میں ہیں اپنے دوستوں میں بانٹ دی ہوں۔ ایک ایسا شخص جو صدر مملکت بھی اپنی مرضی سے بنا لے' جب چیف آف دی آرمی سٹاف بھی اس کا اپنا بنایا ہوا ہو' جب آئین کی یہ ترمیم ہو چکی ہو' تو حضور آپ تصور کر سکتے ہیں کہ پاکستانی قوم پر کیا گزرے گی۔ پاکستانی قوم کس حال میں ہوگی۔ یعنی آرزوئیں کہ پوری سوسائٹی کو غلاموں میں بدل دیا جائے۔ ہر شخص ان کا غلام ہو۔ قانون حکمرانی نہیں بلکہ ان کے لفظ حکمرانی کریں اور سب کچھ' تمام وسائل ان کی تحویل میں رہیں۔ ایک ایسے شخص کو کیسے اجازت دی جا سکتی ہے جو بعد میں اتنا طاقتور ہو جائے کہ قانون سے اور اپنے وعدوں سے' اس کے پاس کا یہ عالم ہو' ایک ایسا شخص اگر برسر اقتدار رہتا ہے اگر صدر مملکت اس قوم کی rescue کے لئے' اس کی مدد کے لئے نہیں پہنچتے تو ہم دو' اڑھائی سال کے بعد تصور کر سکتے ہیں کہ اس پوری سوسائٹی کا کیا حال ہوتا اور کتنے بڑے انقلاب سے گزر کر' کتنے بڑے خون خرابے سے گزر کر' کتنی بڑی جدوجہد سے گزر کر' اس شخص سے نجات حاصل کرنا پڑتی۔ میں صدر مملکت کا اس وجہ سے ممنوں ہوں' میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب والا! جو قانون بنتے ہیں' جو آئین تشکیل پاتے ہیں وہ اپنی اپنی سوسائٹی' اپنے اپنے حالات کے مطابق تشکیل پاتے ہیں ان کی اپنی requirements ہوتی ہیں ۔ پاکستان میں دس بارہ فیصد کو تعلیم دے کر' پاکستان میں اس طرح کا سسٹم دے کر' پاکستان میں موجودہ عدالتی نظام دے کر' پاکستان میں ہم جیسی سیاست دے کر' جو حکمران کے سامنے کبھی اونچی زبان میں بات کرنا نہیں چاہتے' کبھی سچ نہیں بولتے' پھر آپ چاہتے ہیں کہ یہاں پر برطانوی جمہوریت ہو اور آئین میں کوئی سیفٹی والو نہ ہو۔ جناب چیئرمین! آپ اس ترمیم کو ختم کر دیں یہ پارلیمنٹ

ہے اس کو ختم کر دیں ۔ اس میں رد و بدل کر دیں ' اس میں تبدیلی کر دیں ۔ جب وہ رد و بدل کر دے گی ' جب وہ تبدیلی کر دے گی ' تب وہ لاگو ہو جائے گا ۔ لیکن جب تک وہ لاگو نہیں ہے ' جب تک اس ترمیم میں مزید ترمیم نہیں ہو جاتی ' تب تک وہ آئین کا حصہ ہے ۔ تو پھر اس آئین میں یہ لکھا ہوا ہے ۵۸ (۱) ۵۸ (۲) ' پھر "اے" اور "بی" تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ صدر مملکت کو جب اس طرح کے حالات پیش آ جائیں اور ان کی رائے میں --- یعنی ان کی صوابدید ہے ' پھر ان کی رائے میں ایسے حالات ہو جائیں تو وہ اسمبلیوں کو توڑ دیں گے ۔

جناب چیئرمین! آپ کو یکایک خیال پیدا ہوا ۔ ابھی یکا یک صدر مملکت پر بڑے سارے تان توڑنے شروع کئے گئے ۔ جناب عالی ' یہاں بہت پرانے لوگ موجود ہیں جو ان کو اس زمانے سے جانتے ہیں جب انہوں نے ایک چھوٹی سی ملازمت اختیار کی تھی اور جس شخص نے ایک چھوٹی سی ملازمت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا اور پاکستان کے سب سے بڑے عہدے یعنی صدر مملکت کے منصب تک پہنچا ۔ آج تک اس کے ذاتی رویے' ذاتی کردار پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکا' جس کی حالت یہ ہے کہ میں پرسوں ایک مشہور کالم نویس کا ایک کالم پڑھ رہا تھا جس میں لکھا ہے کہ " صدر مملکت جو اولاد نرینہ سے محروم ہیں " یعنی پاکستان بھر میں جو آدمی چھوٹے سے عہدے سے صدر مملکت کے عہدے تک پہنچا ہے' کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کا ایک جواں سال بیٹا ہے جو یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھا لکھا ہے ' جو پاکستان میں رہتا ہے ' کسی آدمی نے نہ اس کی شکل دیکھی اور نہ ہی اس کے نام سے آگاہ ہے ۔ جناب جو آدمی اپنے ذاتی رویوں کو اس طرح سینت اور سنبھال کر رکھتا ہے ' ۱۴ اپریل تک وہ باپ سے زیادہ محترم تھا ' وہ پہاڑ سے زیادہ بلند تھا ۔ اس کا کردار بےداغ تھا ' وہ دوسری ٹرم کے لئے آپ کا سب سے زیادہ پسندیدہ امیدوار تھا ۔ ۱۶ تاریخ تک ' ۱۷ تاریخ تک آپ اس کے پاؤں میں پڑنے کے لئے تیار تھے ' آپ اس کی منتیں کرنے کے تیار تھے ' آپ اس کو دوبارہ صدر بنانا چاہتے تھے ' آپ اس کے کردار کی گواہی دینا چاہتے تھے ' وہ ۱۷ تاریخ کی شام کو اچانک اپنی تمام خوبیاں کھو بیٹھا' اچانک وہ جابر اور آمر ہوگیا' اچانک وہ بدعنوان اور خودسر ہوگیا ' وہ ایک رات میں کیا ہوگیا' کون سا واقعہ رونما ہوگیا؛ کون سا سانحہ ہوگیا؛

جناب والا ! جن لوگوں نے ۱۷ کی شام کو تقریر سنی ہے ' جس نے ۱۷ کی شام کی تقریر سنی ہے اور بغور سنی ہے ' وہ جانتے ہیں وہ ایک شخص کا ردعمل تھا جس نے بجلی کی ننگی تار کو چھو لیا ہو اور اس ننگی تار کو چھونے سے اس کی بےاختیار چیخ نکلی ہے اور اس چیخ کو یہ لوگ نعرہ اور اس کی بہادری سمجھ رہے ہیں ۔

تھی کسی درماندہ راہ رو کی صدائے دردناک
جس کو آواز رحیل کارواں سمجھا تھا میں

میرے ایک دوست بیوروکریٹ ہیں ۔ انہوں نے کہا جب میں نیلی ویژن پر تقریر سن رہا تھا تو میں اچانک نیلی ویژن سے پیچھے ہٹا تو مجھے کسی نے کہا کہ بھئی تم کیا کر رہے ہو تو میں نے کہا کہ ایک مجنوں اپنی گردن پر چھری مار رہا ہے ' میں جانتا ہوں کہ ابھی خون کے چھینٹے اڑیں گے اور میں اپنا لباس بچا رہا ہوں ۔ جناب یہ کیفیت جب جنون کو ہو جائے ' جب اقتدار کی خواہشیں اتنی بڑھ جائیں جب بدعنوانیوں کا یہ عالم ہو ' جب اقتدار کو گھر کی لونڈی سمجھا جانے لگے ' جب وزرا مستعفی ہو جائیں ' ۲۰ فیصد مینڈیٹ جو ہے وہ ۲۲ فیصد میں بدل جائے ۔ جب ممبران اسمبلی اپنے استعفے دینے لگیں تو تب یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ بی (۲) ۵۸ کو استعمال کیا جائے اور اگر یہ نہ کیا جاتا تو یہ مجرمانہ غفلت ہوتی۔ میرے نزدیک بالکل ٹھیک ہوا ہے اور اگر آئندہ بھی کوئی ایسا حکمران ایسی ہی غلطیاں کرے تو اس کے ساتھ بھی اس سے بدتر سلوک ہونا چاہئے ۔(و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)۔

جناب چیئرمین۔ خواجہ محمد آصف۔

خواجہ محمد آصف ۔ جناب ' میں نے جناب طارق چوہدری کی تقریر میں مخل ہونا مناسب نہیں سمجھا ۔ کواپریٹو سکینڈل کا انہوں نے ذکر کیا ہے ---

جناب چیئرمین۔ اگر جواب شروع ہو گئے تو ...

خواجہ محمد آصف ۔ جناب والا' میں ایک مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کواپریٹو سکینڈل کے تمام کردار ' سب کے سب ' اس وقت گورنمنٹ میں ہیں۔ دو وفاقی وزراء ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ خواجہ صاحب ' میرا خیال ہے کہ اس وقت۔۔

خواجہ محمد آصف۔ ایک معاون ہے اور دو اس وقت پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ خواجہ صاحب ' میرا خیال ہے کہ اس وقت یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ پھر جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور بحث الجھ جائے گی۔ آپ نے کل اپنی تقریر کر لی اور اب باقی دوستوں کی بات سنیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی ۔ جناب چیئرمین ! میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی۔ but somehow it appears that you tend to permit the people who want to speak

اور میں تو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان کے کردار against the present Government اس حکومت میں ہیں تو ان کے سربراہ کہاں ہیں؟ کون تھے ان کے سربراہ؟

خواجہ محمد آصف۔ سربراہ ہی تو حکومت میں ہیں۔ آپ سب لاعلمی کا شکار ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پلیز خواجہ صاحب، معاملے کو الجھائیں نہیں۔ اس طرح معاملہ صحیح نہیں چل سکے گا۔ جی ملک محمد قاسم صاحب۔

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman. I noticed in a section of a Press today that after you had given a ruling on a point of order of mine, I sat down and turned my seat. I never did that

Mr. Chairman: No. I didn't notice that. you have always maintained the highest respect for the parliament and institutions. Syed Abdullah Shah Sahib.

سید عبداللہ شاہ۔ جناب میں کل بولوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی۔ جناب میں کل بولوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے آپ کل بول لیں، جناب طارق چوہدری صاحب اپنی طرف سے نام دے دیں تاکہ مجھے پتہ چل جائے، کون کون بولنا چاہتا ہے۔ کچھ نام میرے پاس ہیں لیکن جو معزز اراکین نام دینا چاہتے ہیں، دے دیں۔ کچھ نام آئے ہوئے ہیں لیکن کچھ لوگوں کے نہیں آئے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سب نام آ جائیں تاکہ مجھے پتہ چل جائے کہ کون کون بولنا چاہتا ہے۔ جی جناب راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ، جناب والا! پیشتر اس کے کہ میں گزارشات شروع کروں، یہاں پر مجھ سے پہلے مقرر نے میرے آنے سے پہلے تو مجھے پتہ نہیں کیا کیا ارشاد فرما رہے تھے لیکن میرے آنے پر بات میں نے سنی وہ یہ تھی کہ ۱۷ تاریخ کی تقریر جو وزیر اعظم صاحب کر رہے تھے جس کو پوری کی پوری قوم نے پسند کیا، عوام کی رائے بھی آ چکی، اس کے متعلق یہ کہہ رہے تھے کہ جیسے کوئی مجنون چھری مار رہا ہو، تو جناب والا! شاید ۱۸ تاریخ کی تقریر کا ردعمل ان کے ذہن میں نہیں ہے۔ میں ۲۰ تاریخ کے اخبار سے ایک تراشہ میرے پاس موجود ہے جس میں ایک کہانی چھپی۔ میں یہ پڑھتا ہوں۔ یہ یہ ہے

X(\\\\\\\\\\\\\\)

Mr. Chairman: Sorry. I would not allow this. Sorry

راجہ صاحب ' ایسی چیز کی میں اجازت نہیں دے سکتا۔ پلیز ذاتی چیزوں پر personal conduct پر--

Raja Muhammad Afzal Khan: It is not personal Sir.

Mr. Chairman: It is personal. I would n't allow this

آپ سیاسی بات کریں ' action پر بات کریں لیکن personal conduct کی بات کی میں اجازت نہیں دوں گا۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا! اگر وہ مجنوں کہہ گیا تو میں ایک مصدقہ خبر پڑھ رہا ہوں-(XXXXXXXXXXXXXXXX)X۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Please Raja Sahib. I am not going to allow this.

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! یہ اخبارات کے تراشے ہیں ۔ اس پر حکومت نے صدر نے ابھی تک کوئی rebuttal نہیں دیا۔ تو جناب یہ حقیقت ہے ۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب ! آپ نے ہمیشہ پارلیمانی روایات کا خیال رکھا ہے ۔ اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھا ہے ۔ جو قابل احترام شخصیات ہیں ان کا احترام رکھنا چاہئیے تو ایسی بات نہ کریں۔

راجہ محمد افضل خان۔ قابل احترام شخصیات ہوں تو جناب ضرور احترام کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ آپ اپنی سیاسی بات کریں ۔ آپ کوجو اعتراض ہے۔ جس طرح باقی حضرات نے کیا' آپ کریں۔

راجہ محمد افضل خان۔جناب والا!میں گزارش کرتا ہوں پارلیمنٹ میں بڑی دیر سے ہوں۔

جناب چیئرمین۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو تو تجربہ بھی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! بہت عرصہ گزرا ہے اس دشت کی سیاحی میں لیکن جناب یہاں جو کھنڈرے لوگ ہیں ان کو تو آپ مجنوں تک کہنے کا حق دے دیتے ہیں اور ہم سے لے لیتے ہیں ۔

(XXXXXXXXXXXXXXXX)X بحکم چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں پلیز ایسی بات نہ کریں۔ آپ مہربانی کرکے سیاسی لحاظ سے جو بھی بات ہے جس طرح کہ باقیوں نے کیا ہے، سخت باتیں بھی ہوتی ہیں لیکن ذاتی بات کوئی نہیں آنی چاہیئے۔

راجہ محمد افضل خان۔ آپ یہی دیکھ لیں کہ طارق چوہدری صاحب کو لیڈر آف دی ہاؤس بنا دیا گیا ۔ جناب یہ اس قوم سے بڑا مذاق ہے ۔ اس پر کیا بات کریں۔ یہ وہ بندہ ہے کہ جس بندے نے ، اس معزز رکن نے اپنا بیان حلفی غلط داخل کرکے اس ایوان کی نشست حاصل کی۔ یہ پنجاب کا رہنے والا ہے اور بیان حلفی دے کر ووٹ یہاں بنوائی ہے کہ جناب میں اسلام آباد کا رہنے والا ہوں جبکہ جناب والا ! یہ گورنمنٹ ہاسٹل میں رہتے ہیں ۔ ان کا یہاں کا یعنی اسلام آباد کا شہری ہونا ضروری تھا تو جناب میں گزارشات شروع کرتاہوں۔

جناب چیئرمین۔ وہ جو تراشہ پڑھا گیا تھا وہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! یہ تراشے حذف کر دیں لیکن قوم کے ذہنوں پر ، اداروں کے ذہنوں پر جو چیزیں نقش ہو چکی ہیں ان کو کیسے حذف کریں گے۔ قوم نے تو آج ان کو بالکل مکمل طور پر حذف کر دیا ہے ۔ جناب والا ! آج کا یہ سانحہ ایساہے ، میں دیانتدارانہ رائے عرض کروں گا without biased, without any prejudice مجھے یوں لگتا ہے کہ یہ تمام کاروبار، یہ تمام ایکشن جو ہے یہ ملکی مفاد میں نہیں ہے ، قومی مفاد میں نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جناب فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب والا !پورے ایوان میں اتنی اہم بحث ہو رہی ہے اور پورے ایوان میں سوائے احمد نواز بگتی صاحب کے کوئی وزیر صاحب موجود نہیں ہیں ساٹھ ستر میں سے ---

جناب چیئرمین۔ بگتی صاحب ہیں، ہوتی صاحب پیچھے بیٹھے ہیں لیکن اس کے باوجود میں ہوتی صاحب کو ، درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی کرکے وزراء صاحبان کو اطلاع کریں کہ وہ یہاں پر تشریف لے آئیں ۔ جی راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! یہ سارے کا سارا معاملہ جو ڈیزائن کیا گیا ہے اور

یہ قومی اسمبلی کا جو قتل عام کیا گیا ہے یہ ذاتی مفاد کے لئے کیا گیا ہے ۔ اس میں کوئی بھی ایسی دلیل، کوئی بھی ایسی چیز جس کا وزن ہو، وہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر لوگوں نے کہا کہ حکومت پر یہ یہ الزامات تھے کہ انہوں نے کواپریٹوز میں یہ کیا، فلاں ذانیو میں یہ کیا ۔ میں صرف ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب آئین میں -- ابھی وہ حوالہ دے رہے تھے ۵۸ (۲) (ب) کا، جناب کہاں پر یہ اختیار صدر صاحب کے پاس موجود ہے کہ وہ قومی اسمبلی کو چارج شیٹ کرے یا حکومت کو کرے ۔ وزیر اعظم کا احتساب کرنے کا اختیار صرف نیشنل اسمبلی کے پاس ہے ۔ جناب والا ! میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سارے کا سارا design جو تیار کیا گیا، ساری کی ساری سازش جو تیار کی گئی، وہ ذاتی مفاد کے لئے کی گئی اس میں کوئی قومی یا ملکی مفاد نہیں تھا اور جناب یہ قوت کے بل بوتے پر کی گئی۔ آج یہ فیصلہ کرنے کا وقت ہے اور یہ سوچنے کا وقت ہے کہ آیا قانون قوت ہے یا پھر قوت قانون ہے اگر یہ فیصلہ ہو گیا کہ قانون قوت ہے تو پھر انشا اللہ اس ملک کی بقا، سالمیت، تعمیر و ترقی ہوتی رہے گی لیکن اگر آج فیصلہ یہ ہوا کہ قوت قانون ہے تو جناب صدر محترم آپ سے زیادہ قوت کہیں اور ہے ۔ قوت کے انبار لگے پڑے ہیں تو پھر یہ ان لوگوں کا حق ہوگا جن کے پاس قوت ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا بڑی تعداد میں استعفیٰ بات آ گئے ۔ اسمبلی عوام کا اعتماد کھو چکی اندر پھوٹ-- اب جناب جو باتیں ہو چکی ہیں ان پر میں آپ کا اور اس مقتدر ایوان کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اس سے پہلے وہ ۲۲ دسمبر کو کیا فرما چکے ہیں جناب وہ تقریر سب ایوان نے پڑھی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ clean chit حکومت کو کوئی صدر نہیں دے سکتا۔ That was a clear chit جس میں تمام اقدامات کی تعریف کی گئی۔ self employment کی تعریف کی گئی yellow cab کی تعریف کی گئی ۔ ہر بات کے لئے تعریف کی گئی لیکن اچانک ۱۸ تاریخ کو یہ سلسلہ ۱۸۰ ڈگری out of face کیوں ہوگیا ؟ اس کی کیا reasons تھیں ؟ جناب والا ! یہ صرف ایک ذاتی مفاد کے لئے ہے اور اکثر صدر صاحب نے اپنی تقریروں میں بلکہ اس تقریر میں بھی یہ فرمایا تھا کہ میں نے ذاتی مفاد کو کبھی ملکی اور قومی مفاد پر ترجیح نہیں دی ۔ میرا ۵۰ سال کا career آپ کے سامنے ہے ۔ اب جناب گزارش یہ ہے کہ dissolutions تو پہلے بھی ہوئی ہیں ۔ دو dissolutions اس سے پہلے ہوئی ہیں ہم ان کے حق میں بھی نہیں تھے۔ ان dissolutions اور اس dissolution کے ڈیزائن میں ایک خاص فرق ہے ۔ وہ کیا فرق ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کو بحال رکھا گیا، ان کو نہیں توڑا گیا۔ توڑی جاتیں ۔ اگر پنجاب اسمبلی کے ممبران کی ہارس ٹریڈنگ نہ کی جاتی اور وہاں حکومت کو تبدیل نہ کیا جاتا تو شاید

توڑی جاتیں۔ کیوں نہیں توڑا گیا؟ یہ جناب اگلا صدارتی الیکشن ہے ورنہ یہی صدر تھے جنہوں نے ۹۰ ۱۹ میں dissolution کی جتوئی صاحب کو نگران وزیر اعظم بنایا' چاروں صوبائی اسمبلیوں کو dissolve کیا۔ اب کیوں نہیں کیا؟ اب اس لئے نہیں کیا کہ یہ صوبائی اسمبلیاں جو ہیں یہ ان کا electoral ہے۔ ان سے ووٹ لینے ہیں۔ یہ ان کا electoral college ہیں اور ان کے دونوں کے بل پر انہوں نے اگلا صدر منتخب ہونا ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ اس لئے نہیں توڑی گئیں کہ چار حکومتوں کو ساتھ ملا کر آنے والے نیشنل اسمبلی کے الیکشنوں کو اس طریقے سے ہائی جیک کیا جانے جس طریقے سے آٹھویں ترمیم نے پوری قوم کو ہائی جیک کیا ہوا ہے اور یہ نیشنل اسمبلی کے الیکشن جو ہیں وہ بھی ہائی جیک ہو جائیں۔ میں صحیح بات کہہ رہا ہوں۔ آپ کسی جگہ پر جا کر۔۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے عوام نے اس کو پسند کیا۔ جناب آپ کسی جگہ جا کر جھاڑی والے کے پاس جائیں، کسی شعبے میں جائیں۔ کسی institution میں جائیں، فوج میں جائیں، جوڈیشری میں جائیں، جتنے مکاتب فکر ہیں کسی جگہ بھی جا کر آپ یہ سوال کریں کہ یہ ایکشن کیا ہے تو خدا کی قسم اس کو ہر بندے نے condemn کیا ہے' پوری قوم نے condemn کیا ہے اور جناب یوں لگتا ہے کہ یہ پارلیمنٹ ہی نہیں یرغمال بنی ہوئی بلکہ پوری کی پوری بارہ کروڑ عوام یرغمال بنی ہوئی تھی۔

صدر صاحب نے اکثر و بیشتر اپنی تقریروں میں یہ ذکر کیا، اس تقریر میں بھی یہ ذکر کیا تھا جو ابھی دسمبر میں کی تھی کہ یہاں ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے۔ الیکشن بڑا مہنگا ہوگیا ہے تو جناب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں کیا ہوا؟ اس کو ہم کیا کہیں گے؟ ہارس ٹریڈنگ نہیں کہیں گے؟ جہاں پورے کا پورا اصطبل بک گیا۔

جناب عالی! میں نے ایک موشن یہاں دے رکھا ہے جو پنجاب کے چیف منسٹر ہیں انہوں نے ممبران کو اکٹھا کرکے کہا تمام ممبران پنجاب اسمبلی کو اکٹھا کر کے کہا کہ اگر آپ مجھے لیڈر آف دی ہاؤس چن لیں، عدم اعتماد لے آئیں تو صدر صاحب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کو نہیں توڑیں گے۔ تو مجھے یہ بتائیں کہ یہ ہارس ٹریڈنگ نہیں ہے تو کیا ڈنکی ٹریڈنگ ہے۔ یہ کیا ہے؟ یقین کریں اس ٹریڈنگ کے جو سب سے بڑے ٹریڈر ہیں وہ آج صدر پاکستان نظر آرہے ہیں جو ہمیشہ اس پر تنقید کیا کرتے تھے۔ جناب والا! آج صبح کے اخبار میں، یہاں آنے سے پانچ منٹ پہلے میں نے ایک خبر پڑھی کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے ایک ڈائریکشن جاری کی ہے کہ جن لوگوں کے فارن اکاؤنٹ ہیں ان کو پاکستانی کرنسی میں تبدیل کیا جانے۔ آج کے اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے۔ ابھی میں پڑھ کر آیا ہوں۔ اللہ نہ کرے یہ

بات ٹھیک ہو۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو پھر آپ یہ اندازہ لگا لیں کہ جو ایکسچینج ریفارمز ہوئی تھیں جس سے گزشتہ حکومت کے reserves ایک بلین سے بھی بڑھ گئے تھے ۔ آج وہ کم ہو کر چھ چھ سات ملین بتائے جا رہے ہیں ۔ پتہ نہیں وہ بھی ٹھیک ہے یا نہیں ۔ لوگوں نے withdrawals کی ڈیمانڈ کتنی کر رکھی ہے ۔ یہ بھی کسی کو علم نہیں ہے ۔ یہ بھی سوال دیا ہوا ہے جب وہ آئے گا تو عرض کریں گے ۔ جناب اگر یہ بات درست ہے تو پھر میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس ملک میں اس ایکشن نے ، صدر صاحب کے ایکشن نے اس ملک کا دیوالیہ نکال دیا ہے ۔ پھر یہ سمجھ لیں کہ ہمارا سٹیٹ بنک بھی دیوالیہ ہوگا۔ لوگوں نے گزشتہ حکومت کی ترغیبات کو مدنظر رکھتے ہوئے جس انداز میں یہاں پہ foreign investment شروع ہوئی تھی۔ یہاں پر تعمیر و ترقی شروع ہوئی تھی ۔ یہاں پر exchange reforms سے بہت فائدہ پہنچا تھا۔ مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اب اگر کتنی بھی ترغیبات دی جائیں ہم investors کا اعتماد بحال نہیں کر سکیں گے جو ایک بار shake ہو چکا ہے ۔ اور یہ زمین بوس گزشتہ ۔ ۔ جناب مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جب کبھی بھی معاشی میدان میں اس ملک میں کوئی ترقی کرنے کا موقع آیا تو جناب والا ! کوئی نہ کوئی سازش اس ملک سے ہوگئی۔ آپ ساٹھ کے عشرے میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس زمانے میں گو وہ ایوب خان کا زمانہ تھا لیکن ہم معاشی میدانوں میں اپنے حریف ملک سے ، کئی ایک ملکوں سے بہت آگے تھے ۔ لیکن کیا ہوا کہ اچانک اس معاشی ترقی کو روکنے کے لئے ایک سازش design کی گئی اور ایوب خان سے ۱۹۶۵ کی war کروا دی گئی اور ہم معاشی میدان میں ۵۰ سال پیچھے چلے گئے اس موجودہ دنیا میں آج ایک غیر اعلان کردہ معاشی جنگ شروع ہے ۔ آج جنگ وہ نہیں ہے کہ کسی کو تلوار کشی سے ، فوج کشی سے زیر کرنا مقصود ہے ۔ آج جنگ معیشت کی ہے اور معیشت میں چار چیزوں کا ایک مسلمہ سا اصول ہے ، زمین ، محنت ، تنظیم اور سرمایہ۔ تو جناب والا ! ہمارے پاس زمین بھی تھی ، محنت بھی تھی۔ گزشتہ ۵۴ سال سے تنظیم بھی تھی صرف سرمایہ نہیں تھا۔ سرمایہ صرف نواز شریف کی حکومت نے فراہم کرنے کی کوشش کی اور کافی حد تک پوری ہو رہی تھی اور ہم اس معاشی میدان میں بہت آگے نکل جاتے۔ لیکن مجھے نہیں پتہ اس کے پیچھے کیا ہاتھ ہیں ؟ آج معاشی طور پر دیکھیں ہندوستان نے پچھلے دو سالوں میں تقریباً ہمیں edge تھا لیکن آج جب معاشی طور پر اقتصادی طور پر پھر ہندوستان کو edge ہو چلا ہے جو پچھلے ۵۴ سالوں میں رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف اندرونی طور پر ایک سازش ہے بلکہ یہ بیرونی طور پر بھی ایک سازش تھی اس مستحکم حکومت کو بدلنے کے لئے ۔ جناب والا ! کچھ باتیں یہاں کی گئیں کردار کے متعلق ، کہ فلاں کواپریٹو سکینڈل میں ملوث ہے ، فلاں جگہ یہ

involve ہے۔ جناب بڑے بڑے لطیفے ہو رہے ہیں ۔ میں کیا گزارشات کروں۔ اب وہ لوگ بھی اس کیئر ٹیکر حکومت میں بیٹھے ہیں کہ جن کے لئے اربوں نہیں کروڑوں روپے ان کے خلاف ریفرنسز اور مقدمات تیار کرنے میں صرف ہو گئے۔ یہ on record ہے۔ مجھے پورا تو یاد نہیں لیکن ۵ کروڑ سے کہیں زیادہ ہے ۔ وہ جو ہے حکومت نے ریفرنس تیار کرنے کے لئے expenditure کیا ۔ اور وہی لوگ آج' ریفرنس کس نے تیار کئے؛ صدر پاکستان نے' مقدمات کس نے تیار کئے؛ اس وقت کی کیئر ٹیکر حکومت نے۔ لیکن جناب کیا یہ ۱۲ کروڑ عوام کا سرمایہ نہیں تھا جو صدر پاکستان نے خرچ کیا؛ صدر صاحب نے جو فیسیں دیں وہ اگر اعداد و شمار یہاں آ جائیں تو دماغ پریشان ہو جاتے ہیں کہ ایک ایک مقدمے کے لئے کروڑوں میں فیس؛ ہم تو اس وقت بھی ---

Syed Iqbal Haider: Question. Question.

Khawaja Muhammad Asif: Senator Iqbal Haider is not speaking from his own seat, he is sitting somewhere else and passing remarks.

جناب چیئرمین ۔ یہ بات انہوں نے صحیح کہی ہے کہ اپنی کرسی سے بولنا چاہیئے ۔ جی جناب۔

سید اقبال حیدر ۔ سر' میں بول نہیں رہا' question, question کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ question بھی اپنی کرسی سے ہی کرنا چاہیئے۔ اصولی طور پر ان کی بات صحیح ہے------ جی متہ صاحب۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: What is this 'question' Sir?

جناب چیئرمین ۔ میرا خیال ہے یہ ولایت کی پارلیمنٹ کا کوئی طریقہ کار ہے لیکن مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔

that is what it means. It means that I am questioning what he is saying.

Mr. Bashir Ahmad Matta: No Sir, it means in Englang. Do we follow all the norms of British Parliament?

Syed Iqbal Haider: If you are following their language then might

as well follow their norms.

(interruption)

جناب چیئرمین۔ منہ صاحب ! اس کو کسی مناسب وقت پر discuss کر لیں گے۔ آج کیا ضرورت ہے؟

Mr. Basheer Ahmad Matta: Sir, it is disturbing the speakers without any good cause. We expect all the honourable members to respect each other and let them speak in their term.

جناب چیئرمین۔ جی ٹھیک ہے۔ راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ اتنا بڑا خرچہ کیا گیا۔ ہم اس وقت بھی اس کے حق میں نہیں تھے۔ یہ کارنامہ صدر صاحب کا اپنا ہی تھا۔ یہ چارج شیٹ جو ۱۹۹۰ء میں صدر صاحب نے تیار کی یہ بھی ان کے اپنے سیل کی تیار کردہ تھی۔ جو آج لوگ اس کابینہ میں بھی شامل ہیں، اس حکومت میں بھی شامل ہیں۔ یہ بھی ان کی تیار کردہ تھی۔ اس پر کروڑہا روپے خرچ کئے اور میں ایک سوال کروں گا کہ جناب اگر یہ غلط تھے تو پھر آپ کا فیصلہ اس وقت غلط تھا۔ اگر وہ صحیح تھے تو آپ کا فیصلہ اس وقت غلط ہے۔ لیکن قوم کا اتنا بڑا سرمایہ اس بات پر ضائع کرنا یہ کوئی شیر مادر نہیں ہے یہ غریب قوم، کا سرمایہ تھا اس کو اس طرح ضائع نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ایک دن ایک جماعت کی طرف لگا دو، تو دوسرے دن دوسری جماعت کی طرف لگا دو، جو ساتھ آ جائے وہ پاک صاف، جو ساتھ نہ آئے، کیر یکٹر میں نہ آئے وہ جناب غلط ہے۔

جناب والا! ابھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر میاں زاہد سرفراز صاحب یہاں تشریف رکھتے تو بڑی اچھی بات ہوتی کہ میں ان کے منہ پر یہ بات کرنے کی جسارت کرتا۔ آج میاں زاہد سرفراز کو احتساب کمیٹی کا چیئرمین لگا دیا گیا جو ایک فیس کار سکینڈل کے مرکزی کردار ہیں۔ جن کا کام ہمیشہ غیر نمائندہ حکومت میں، یہ تیسری بار ہے، وزارت لیتے ہیں۔ نمائندہ وزارت میں کبھی وزارت نہیں لے سکے۔ ہمیشہ غیر نمائندہ حکومت میں وہ ممبر ہوتے ہیں۔ جتوئی صاحب کی تھی، اس سے پہلے ضیاء الحق صاحب کی تھی۔ آج پھر یہاں بلخ شیر صاحب کی ہے، اس میں بھی یہ وزیر ہیں۔ تو جناب گزارش یہ کرنی ہے کہ یہ ساری بات راتوں رات نہیں ہوتی، یہ سازش اس

دن سے تیار ہو رہی ہے جس دن نواز شریف صاحب overwhelming majority لے کر آ گئے تھے ۔ میاں زاہد صاحب ہوتے تو بڑا مزہ آتا یہ مجھے ساتھ لے کر' (مجھے انکشاف ہوا کہ یہ کچھ ناراض ناراض ہوگئے) مجھے ساتھ لے کر وزیر اعظم کے پاس گئے ' میاں نواز شریف صاحب کے پاس' میں بھی ساتھ تھا تو عرض کی کہ جناب سارے لوگوں کو کیبینٹ میں لے لیا تو یہ بھی ساتھ تھے ' competent ہیں اور میاں زاہد سرفراز صاحب نے کہا کہ جناب میرا قصور کیا ہے ؛ تو وہاں جو انکشاف ہوئے وہ یہ تھے کہ الیکشن سے اگلے دن میاں صاحب کراچی پہنچ گئے ' میاں زاہد سرفراز کراچی چلے گئے ۔ ان لوگوں کو کہنے کے لئے (شاہ جی آپ کو پتہ ہے اس لئے آپ ہنس رہے ہیں ۔) ایم کیو ایم کے لوگوں کو کہنے کے لئے کہ جناب آپ اعلان کریں کہ ہم جتوئی صاحب کے ساتھ ہیں اور ان تمام باتوں کا جہاں جہاں وہ گئے تھے میاں زاہد سرفراز صاحب نے اعتراف کیا ہے اور انہوں نے کہا جناب کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ میں صدر صاحب کے اشارے پر یہ کرتا رہا ہوں۔ وہ جتوئی کو وزیر اعظم بنانا چاہتا تھا اس لئے میں آپ کے پاؤں پکڑتا ہوں ' مجھے معاف کر دیں اور مجھے ہوم منسٹری دے دیں ۔ وہ آپ نے رکھی تو میرے لئے ہے ناں۔ کیوں کہ شجاعت صاحب کے پاس دو ہیں۔ اس وقت انڈسٹری بھی تھی اور ہوم منسٹری بھی تھی ۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے ' میری سیاست انتقام کی نہیں ہے تو جناب اس وقت بھی ڈیزائن کیا گیا تھا یہ توقع نہیں تھی کہ میاں نواز شریف اتنی overwhelming majority لے کر آئے گا۔ اس وقت بھی وہ ایک puppet حکومت بنانے کا سوچ رہے تھے۔ جس طرح آج ڈیزائن کیاگیا ہے ۔ یہ بڑی پرانی بات ہے ۔ اس کے بعد میں نے یہاں لانگ مارچ کے متعلق ایک موشن دی۔ میں نے اس کے بعد بھی اس پر عرض کیا تھا ۔ اس وقت بھی عرض کی تھی کہ جناب یہ کسی اشارے پر ہو رہا ہے ۔ یہ لانگ مارچ کوئی کروا رہا ہے ۔

Syed Iqbal Haider: Question.

راجہ محمد افضل خان ۔ I will prove it. تو جناب لانگ مارچ شروع ہو جاتا ہے ۔ پریذیڈنسی خاموش ہے ۔ لانگ مارچ end ہو جاتا ہے ۔ پریذیڈنسی خاموش ہے۔ میرے جیسے عام فہم لوگوں نے جن کی نہ اتنی drive ہے نہ depth ہے' نہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی wisdom ہے ۔ ویسے اب wisdom تو نہیں رہی وہ جو خبر میں پڑھ رہا تھا اگر آپ پڑھ لینے دیتے تو wisdom کا اندازہ ہو جاتا۔ آج ان میں وہ wisdom تو نہیں رہی لیکن میں نے یہاں دوسرے دن ' تیسرے دن موشن دے دیا تھا کہ It is unconstitutional. it is unlawful, it is high

treason تو صدر صاحب نے اس پر کوئی بات نہیں کی۔ٹرین مارچ شروع ہوتا ہے تو وہ للہ موسیٰ میں پھنس ہو جاتا ہے ۔ اس کے بعد پانچ ، چھ دن گزرنے کے بعد صدر موصوف جاتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ ادھر سے کوئی کام خراب نہ ہو جائے یہاں Ordnance Factory میں تو پریس والوں سے کہتے ہیں کہ یہ جناب غیر آئینی تھا۔ اگر کچھ ہو جاتا ان کے ایما ، پر ہوا تھا تو یہ جواب۔۔۔۔

Syed Iqbal Haider: Question

راجہ محمد افضل خان۔ پینگیں پڑی ہوئی ہیں ۔ اب کیا اس پر question۔ اب تو روز روشن کی طرح ہر بات عیاں ہوگئی ہے کہ آپ ان کے پہلو میں بیٹھے ہیں ۔ تو آج آپ کیا کونسچن کریں گے ۔ تو جناب والا ! اب جناب صدر موصوف نے اپنی تقریر میں جو ایک بات کی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک و قوم کے لئے اتنی damaging ہے کہ شاید جیسے یہ طارق چوہدری کہہ رہے تھے کہ کہاں سے نوکری شروع کی انہوں نے۔ اس جگہ والا آدمی تو کہہ سکتا ہے لیکن جہاں سے انہوں نے سٹارٹ لیا تھا لیکن اس منصب پر آ کر نہیں کہہ سکتا۔ وہ جناب بات کیا تھی کہ جناب فوج کے سپہ سالاروں کے متعلق بات کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں اصل یہ Constitution کو violate کرنے کی بات ہے ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ treason ہے یہی نہیں ہو صدر پاکستان نے oath لی ہوئی ہے ، اس میں بڑا واضح ہے کہ کسی راز کا افشانہیں کیا جائے گا اور نمبر ۲ یہ ہے کہ میں اپنے کسی ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح نہیں دوں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی اس قسم کو بھی violate کر دیا۔ oath سے بھی انہوں نے روگردانی کر لی۔ ان سے بھی اور جناب یہ ایک خاص سوچی سمجھی سازش کے تحت یہ تقریر کروائی گئی اب مجھے پتہ نہیں کہ اس تقریر کے author کون ہیں ۔ جنہوں نے تقریریں لکھنی شاید منصورہ سے سیکھی تھیں اور اختتام ان کا کہیں شاہ جی کی لیڈر شپ کے بعد ہو گیا تھا ۔ پھر پتہ نہیں وہ کہاں گئے اور اب یہاں آ گئے ۔ لگتا یہ ہے اور عام تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ انہوں نے لکھی تھی اور اگر انہوں نے بھی لکھی ہے یا جس نے بھی یہ لکھی ہے ، خدا کی قسم اس سے بڑی ملک دشمنی اور کوئی نہیں ہو سکتی ہے کہ فوج ایک قومی سلامتی کا ادارہ ہے ۔ فوج ہی ایک انسٹی ٹیوشن ہے جس کو ہم آج انسٹی ٹیوشن کہہ سکتے ہیں ۔ وہاں بھی منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فوج کے خلاف بھی سازش ہے اور اس قوم کے ساتھ بھی سازش ہے اور ان ایوانوں کے ساتھ بھی ایک سازش ہے

جناب چیئرمین۔ اب میرا خیال ہے کہ آپ کا وقت ہو چکا ہے۔

راجہ محمد افضل خان۔ سر، مجھے تو دس منٹ ابھی ہونے ہیں

جناب چیئرمین۔ ہیں، انھا دس منٹ ہونے ہیں۔ آپ نے گیارہ بجے سے شروع کیا ہے۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا! میں گزارش یہ کروں گا کہ آج ایک صاحب جو زاہد سرفراز صاحب ہیں۔ یہاں پر بات ختم نہیں ہوئی۔ آج ایک خبر آپ نے شاید پڑھی ہوگی یا ابھی پڑھیں گے۔ ایک اور بندے کو یہاں کیبنٹ پوسٹ دی گئی ہے اور اس کی آج جائیداد نیلامی کے آرڈر کر دیئے ہیں کواپریٹو کے جج نے جو سپریم کورٹ کے جج ہیں صدیقی صاحب۔ آج کے اخبار کی خبر ہے میں کوئی پرانی بات نہیں کر رہا ہوں کل فیصلہ ہوا ہے کہ اس کی بیوی کے نام جو قرضہ تھا اس کی جائیداد نیلام کرنے کا حکم آج سنا ہے۔ جناب والا! کیا صفائی، کیا پاکیزگی اور کیا دیانتداری، کیا ایمانداری۔ جناب چیئرمین صاحب! خدا کی قسم میں اپنے دل کے اندر کی بات کر رہا ہوں۔ آج اس کیبنٹ میں وہ لوگ موجود ہیں جو جمہوریت کے دشمن رہے ہیں۔ جتنے dirty documents آٹھویں ترمیم سے لے کر آج تک تحریر کئے گئے ہیں کسی dissolution کے لئے جب کبھی بھی جمہوریت کے ساتھ کوئی سازش ہوئی ہے اس کے لئے وہ بھی آج ایک جناب اہم عہدے پر براجمان ہیں۔ اگر کہیں تو میں نام بھی لے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ نام نہ لیں۔ نہیں نہیں۔

راجہ محمد افضل خان۔ کہیں تو میں لے سکتا ہوں۔

زندگی اتنی غنیمت بھی نہیں جس کے لئے
عہد کم ظرف کی ہر بات گوارہ کرلیں

جناب والا! وہ اس بات کے لئے بھی مشہور ہیں۔ انہوں نے خود مشہوری کر رکھی ہے کہ ایک قابل احترام ادارہ جو ہے اس پر ان کا بڑا influence ہے۔ کہتے ہیں ہم بروکر ہیں۔ تو جناب والا! اس سے بڑا ظلم اس قوم کے ساتھ، بڑا مذاق اس قوم کے ساتھ کیا ہوگا۔ آج یہ تاثر جو آپ سوچ رہے ہیں کہ بارہ وزراء اور آ رہے ہیں۔ یہ تاثر ایک ادارے کو دیا جا رہا ہے تو جناب والا! ماسوائے ولی خان کے اور نواز شریف کے یا جماعت اسلامی الگ تھلگ ہے۔ باقی سب کچھ

ہمارے ساتھ ہے ۔ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ جناب صدر صاحب وقت آنے دیں یہ جو بھگوڑا کلب آپ نے بنایا۔ خدا کی قسم سب بھگوڑے ہیں ۔ اپنی اپنی جماعتوں سے کوئی بھاگا ہوا ہے ، کوئی کچھ ہے ۔ یہ وقت آنے دیں یہ بھگوڑے اگر وہاں سے بھاگ گئے ہیں تو یہاں سے بھی بھاگ جائیں گے۔ یہ آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں رہے گا ۔ یہ بارہ وزراء اس لئے لئے جا رہے ہیں کہ ہم تاثر قائم کر سکیں کہ جناب باقی سب ہمارے ساتھ ہیں ۔ چاہے وہ کوثر نیازی کی جماعت ہو ۔ کیا ہے اس کی جماعت میں مجھے بتائیں اور کتنے لوگ بیٹھے ہیں تانگے کی سواریوں والے ۔ ماسوائے پیپلز پارٹی کے کسی کے پاس کچھ ہے ۔ آج یہاں پر کچھ وزراء ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے نیشنل اسمبلی میں 2.1، 2.1 سو ووٹ لیئے۔ وہ بھی وزیر ہیں اور اکثر کی ضمانتیں ضبط ہوئی ہیں وہ بھی وزیر ہیں اور وہ لوگ بھی بیٹھے ہیں کہ جو ایک مشہور خسرہ اسلم نامی تھا ایبٹ آباد میں اس سے ہارے ہیں اور وہ بھی وزیر۔ اب کیا کریں؟

جناب چیئرمین۔ وہ تو خود ہار گیا تھا۔

راجہ محمد افضل خان۔ یہ اس سے بھی ہار گئے تھے ۔ آپ رزلٹ منگوا لیں۔ یہ اس سے بھی ہارے تھے۔ میں تو آج بھی ان (محمد علی خان) کو ہی لیڈر آف دی ہاؤس مانتا ہوں ، کہ یہی میرے لیڈر ہیں ، مجھے حکم دیا ہے کہ مختصر کروں اور کچھ احتیاط بھی کروں۔

جناب چیئرمین۔ آپ ڈسپلنڈ آدمی ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان کی ہدایات پر عمل کریں گے ۔

راجہ محمد افضل خان۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے جو ڈیکورم کے خلاف ہو یا وہ غیر پارلیمانی ہو۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔ لیکن جو حقیقتیں ہیں وہ تو جناب عرض کرنا پڑتی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے ذرا wind up کرلیں۔

راجہ محمد افضل خان۔طارق چوہدری صاحب بڑا قانونی اور اخلاقی جواز اس بات کا پیش کر رہے تھے کہ جہاں سے میں شروع کرنا چاہتا تھا آپ نے مجھے تقریر شروع نہیں کرنے دی۔ اگر آپ وہاں سے شروع کرنے دیتے تو جناب پھر میں نے اسی طرف ذہن بنایا ہوا تھا، تقریر کر جاتا۔ آج میں یہ سمجھتا ہوں پہلا موقع ہے ہمارے ہاں قانون کا احترام، قانون کی پاسداری سب سے زیادہ میں سمجھتا ہوں ہمارے لئے جو عام انسٹی ٹیوشنز ہیں وہ ہائیکورٹ کی بار ایسوسی ایشنز ہیں۔ تو

جناب والا ! کوئٹہ بار ایسوسی ایشن نے اس کو کنڈم کیا ۔ جناب والا! پشاور ہائی کورٹ بار ایسوایشن نے اس کو کنڈم کیا۔ جناب والا ! سندھ ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے اس کو کنڈم کیا ۔جناب! لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے اس ایکشن کو کنڈم کیا کہ ملکی تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ چاروں صوبوں کی ہائیکورٹ باروں نے صدر کے اقدام کو کنڈم کیا ۔ ایک طارق چوہدری صاحب کے کہنے سے یا یہ جو بھگوڑا کلب کے ارکان آ گئے ہیں ان کے کہنے سے تو یہ justify نہیں ہو سکے گا ۔ یہ بڑا زور لگائیں گے اگر ان کے بعد آپ ہمیں موقع دیتے تو پھر اچھی بات تھی۔ بہرحال آج کوئی اور تقریر نہیں کرنا چاہ رہا تھا تو میں نے اس پر گزارش کی اور ایک اور جو میاں صاحب کے ساتھ ہیں دوسرے ممبر اٹھانے گئے ہیں احتساب کے لئے یہ میاں سرفراز کے ساتھ اور کواپریٹو سکینڈل کو بھی ساتھ بڑا نمایاں کیا گیا تو جناب والا ! یہ موصوف دوسرے ممبر جو ہیں یہ خود ایک کواپریٹو کمپنی کے مالک ہیں جس کمپنی نے دونوں ہاتھوں سے اس غریب عوام کو لوٹا۔ آج بیواؤں کی آہیں بھی اور غریبوں جن کا پیسہ یہ کھا گئے ہیں وہ بھی اس پر رو رہے ہیں۔ یہ خود ایک کواپریٹو فرم جو تھی ' ادارہ جو تھا اس کے مالک تھے جو دوسرے ممبر ساتھ بنائے گئے ہیں تو جناب والا ! اب آخر میں مجھے اس ایوان سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے تقریر کرنے سے پہلے بھی کہا تھا کہ میں اس پر نہ وانس دوں' نہ ہی اکثر اخبارات نے' کل بھی میرے لئے لکھا کہ یہ تو staunch supporter ہے اس لئے یہ بات یہ کہہ گیا۔ وہ کہہ گیا۔ جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ دیانتداری کی بات یہ ہے کہ آج نہ ان کے پاس کوئی اخلاقی جواز باقی رہ گیا ہے نہ کوئی قانونی جواز باقی رہ گیا ہے ۔ قوم کی رائے بھی آگئی' انسٹی ٹیوشنز کی رائے بھی آ گئی لوگوں کے سامنے اور میں اس ادارے کی وساطت سے جیسے میں نے تقریر شروع کرنے سے پہلے کہا تھا کہ آج ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ قانون قوت ہے یا قوت قانون ہے ۔ لوگوں کی رائے کا احترام کرتے ہوں میں اس ایوان کی وساطت سے (xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx)X

Mr. Chairman: I think this is not proper for this House to say this -

تو یہ الفاظ میں allow نہیں کروں گا۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! میں تو عوام کا نمائندہ ہوں۔ میں بارہ کروڑ کی بات کر رہا ہوں جو ڈیمانڈ کر رہا ہوں۔ میں وہ عرض کر رہا ہوں اور اس ملک میں قانون کی حکمرانی ہونے دیں' بالادستی ہونے دیں اور (xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx)X آپ کی بہت مہربانی' بڑا شکریہ جی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' طارق چوہدری صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد طارق چوہدری - جناب میں آپ سے درخواست کرتاہوں کہ میرے فاضل دوست نے جس طرح اپنی تقریر یاد کی ہوئی تھی ان کو پھر دوبارہ اجازت اس تقریر کو کرنے کی دی جائے ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آدھا گھنٹہ اور دے دیں ۔ جس طرح بھی رٹی ہوئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان۔ میں نے تو کبھی نہ رٹی ہے نہ یاد کی ہے ۔ پچھلی دفعہ بھی انہوں نے تقریر کی تھی تو اس کے فوراً" بعد ہی' آج جو کچھ میں نے سنا ہے ان سے میں نے اسی پر عرض کیا ۔ پہلا پورشن میں نہیں سن سکا ورنہ وہ سنا ہوتا تو وہ بھی ضرور عرض کر دیتا۔ تو اگر یہ ایسی کوئی بات چاہتے ہیں ' اجازت چاہتے ہیں یا مناظرہ کرنا چاہتے ہیں طارق چوہدری صاحب کو کہیں کہ لیاقت باغ میں آئیں میرے ساتھ مناظرہ کرلیں وہاں دیکھتے ہیں مناظرے میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے ' ان کا بم بونی ہو جائے گا' یہ واپس نہیں آسکیں گے۔

جناب چیئرمین۔ وہ بات بعد ہو گی۔ یہاں پر میں اجازت نہیں دوں گا۔

سید اقبال حیدر ۔ پوائنٹ آف آرڈر' انہوں نے اپنے دہشت گردانہ عزائم کا اظہار کر دیا ہے۔ یہ نوٹ کر لیا جائے کہ یہ کس قسم کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں ۔ بم بونی کی سیاست اور فائرنگ کی سیاست' دھماکوں کی سیاست' جھوٹ اور کھسوٹ کی سیاست۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا ! وہ دہشت گردی جو ہے وہ بھی الذوالفقار کے ساتھ' آپ کے ساتھ ہی ہے ' ہمارے ساتھ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' محمد علی خان ہوتی صاحب۔

Muhammad Ali Khan: Thank you Mr. Chairman, Sir, I would like to start my speech with an old persian verse:-

مرادر دیس اندر دل اگر گویم زباں سوزد
اگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

(xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx)X بحکم چیئرمین حذف کیا گیا۔

which roughly means that if I say something my tongue would blister but if I keep quiet then my very bone marrow would burn. So Sir, I would prefer the blistering of my tongue to the burning of my bone marrow. Sir during all my political career up to this very day by the grace of God Almighty I have never attacked the person of any of my political adversarsies or those with whom I do not see eye to eye on certain political issues. I only criticise their manifestoes, their policies and their programmes, and they too not criticising it for the sake of criticism only but only for constructive criticism. Being a veteran Muslim Leaguer, it is well nigh impossible for me to remain a silent spectator when my party government was unceremoniously dismissed and the National Assembly in which my party was in a great majority was dissolved for no valid reason and that too unfortunately by a personality who belongs to this party which amounts to

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔

Sir in fact, I will be failing in my duty if I keep quiet because that would amount to

خاموشی نیم رضا۔

and I pray to God Almighty that He should save me from condoning such acts which would be pricking my conscious throughout my life. That is why I say

ع میں زہر ہلاہل کو بھی کہہ نہ سکا قند۔

Sir, the Parliament consists of the President, the Senate and the National Assembly. If one portion is removed then the entire Parliament becomes inoperative. So, after the dissolution of the National Assembly the lower portion of the Parliament has been paralysed, and as such the entire Parliament has become so to say (مفلوج) Sir, the other day you raised a very pertinent point. You asked the House that if the National Assembly completes its period, and the Senate remains then what happens? Well Sir within a few weeks that is to say about six weeks elections are held and people know that elections are going to be held so they make preparations for those elections and parties ask for nominations

of their candidates. But here is the situation is absolute different when the House is dissolved by the stroke of a pen of just one person. Because no one is sure, the position is rather ambiguous as to whether elections would be held or not at all. Because they have formed a (نگران) Government which consists of heterogeneous element and I am sorry to say there is not coordination what-so-ever amongst these members. Most of these people are those who have been politically discredited as one of my brother has said but I would not, of course, say that. But those are the people who have got power and it is not possible for them to part with power that soon. So, it is just not possible and we are not sure whether this present Government would remain firm on what they have said that the elections would be held on the 14th of July. Sir, the strongest thing about this order was that the National Assembly was dissolved and Mian Nawaz Sharif's Cabinet was dismissed earlier, and this announcement was made earlier and then charges against that Government were announced later on. Such an action, I am sorry to say, could only be expected from a certain community in the Indo-Pak subcontinent but not from a talented .greatly experienced personality like our President who is very well known for his political sagacity. Sir, the most unwanted, undesirable, immoral and unethical action taken by the president on the 18th of April, 1993 amounts to the murder of democracy in broad day light. Not only the murder of democracy in broad day light but it has brought it in its wake complete chaos and confustion through all walks of life in this country. Sir, I will number a few things before you that all those people who brought foreign exchange from abroad have taken it back. The flight of capital has taken overnight and there is hardly and any foreign exchange left in the country. This is (1).

(2) Stock exchange which is supposed to be the pulse of the economy of any country has stopped clicking. Sir, foreigners who wanted to set up industries here are no longer interested. Number four, local production is at a

complete stop Activity in shipping, banking, insurance is at all time low. The price of wheat has shot up and it is beyond the capacity of the common man in the street Stocks of cotton are lying unsold and similarly stock of tobacco in Mardan and Peshawar Divisions are piling up because there is no one to purchase the stock. Sir, infact everything is at a complete stand-still but according to -

مرحوم حبیب جالب " دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے "

Sir, I don't know, God knows how long would it take us to come to the same position in which we were about three months back. Sir, those who advised the President to take such a drastic step, I am sure are neither his friends nor that of the country. And unfortunately, as a result of this action, the President today stands absolutely isolated, as this action has been condemned by 99.9 percent recur in decimal percent of the people of this country. While on the other hand Nawaz Sharif has gained tremendous popularity whatever a few of his political opponents may say. To me, it seems that they are living in fool's paradise. Mian Sahib must be saying in his heart-

عدو شر بر انگیزد ۔ کہ خیر ما در آن باشد۔

Sir, I will give you just one example; when he was coming from Islamabad to Khairabad Bridge, it took him 7 1/2 hours and then from Khairabad Bridge to Peshawar it took him 5 hours to go to Peshawar. And the public meeting lasted upto 2.30 a. m. So, now this shows the man's popularity.

Sir, I will not go into the details of the legalities of this action as they have already been enuniciated by my brother Prof. Khurshid at a great length but I can say this much with certainity that for all the air of constitutional propriety surrounding the President's dismissal of Mian Nawaz Sharif's Cabinet, Sir, his action marks a periless interruption of Pakistan's fragine democracy and its long march towards a free market. I am not referring to the long march or the train

march for that matter to Islamabad in order to capture power by force through (جلاؤ اور گھیراؤ) and I will be the last person to say that when they failed to do such a thing, then they tried to enter the corridors of power through the back door trampling their party pride and self respect. At least, I would not be a party to it, I will not say it, people say it, it is for that party to decide as to what they have done whether they have gained or lost, that is for them. Sir, despite the accusations the removal of the country's elected Prime Minister is wrong in itself. Whatever be the President's powers, or the nature of his differences with the Prime Minister (the former Prime Minister), the point of democracy is to let the people or the people's representatives deicide the fate of a Government and not a single individual. The proper way to decide whether Nawaz Sharif was to go was to move a vote of no-confidence against him. Or if somebody wanted the dissolution of the Assembly then it would have been very very proper that the Prime Minister should have been asked to request the President to dissolve the Assembly. That would have been the proper way. And one of the defectors from the former Prime Minister's Cabinet had talked of moving a no-confidence motion against him in the previous Assembly. But I believe later on, he conceded that it was not possible to achieve the desired results because he had tremendous majority in the lower House. So, this anti-public and undemocratic manner was used to oust him. Unfortunately, this anti-people action was taken by the President at the time when the Speaker of the National Assembly had called the session of Assembly. Sir, the wrong action has not only removed the Muslim League's government but has derailed the train of democracy in this country once again. According to one of the *VIGRANS* the former Prime Minister's blistering public attack on the President prompted him to take such an action against him, but such an abrupt end of the former Prime Minister's Cabinet was expected and known to everybody because of his antagonism to the most controversial 8th Amendment.

Sir, this amendment which the late General Zial -ul-Haq had defiantly imposed on the nation and he had threatened us that if you do not pass this 8th amendment, I will not lift the Martial Law. So, the Muslim League Party had no alternative but to accept this controversial 8th amendment and later on decided to make certain changes in it at an appropriate time and Sir, if you remember, I, as the leader of opposition at that time, made a statement in this very House appealing to the PPP Government to come forward, sit with us, so that we may sort out those clauses which were deterimental to democracy but I am sorry to say that the appeal of mine went un-answered, and even today I know it is falling on deaf ears.

Sir, the main reason for the Nawas Sharif's removal was his ambitious economic programme of liberalisation. It was this very programme that prompted the bureaucrats to instigate the President to remove the Muslim League's government because it would have pushed them to the wall.

Sir, these bureaucrats run the country according to their own ideas and looked at this new programme with great suspicion. But had it been due to the former Prime Minister's speech of the 17th April even then it should have been avoided by the President and the President should have shown more magnanmity as was shown by Hazrat Ali (*Karam Allah Wajhu*). *When during a (Jahad) one infidel spot on his face when he had over powered that infidel. He immediately moved from him and the other componions of the Prophet(PBUH) asked Hazrat Ali (Karam Allah Wajhu)* as to why have you left this man. He said, " I had come to the Jehad in the name of Allah and when this man did this action then my personal enmity started with him, so, I will be the last person to use my sword against this person." Sir, I am sorry to say that the task of giving Pakistan the combination of political stability, and prosperous economy which is the hall-mark of any mature nation has taken the back seat to the politics of revenge and revenge unfortunately is a process that goes on and on: it is a cycle and there is no end to

Sir, if countries as undemocratic as Russia or as corrupt as Italy can turn to their citizens to provide fuel to the life of their government, why can't the people of Pakistan be trusted for their adivce in such matters. Sir, the former Prime Minister was removed by the stroke of a pen on the same charges as were levied against Ms. Benazir Bhutto but with more venum and less substance. It did not really matter whether charges against Ms. Benazir Bhutto were proved or not and I am sure it would not matter again whether Nawaz Sharif is cleared of all these present charges or future charges, but as long as there are willing players to play the game of their establishment and the jokers to cheer them up, I am sure this musical chair game would go on and on in this country. Sir, it is said, I don't say it but I have heard and have read in the newspaper, that yesterday's criminals are today's heroes and proud care-takers of a (نگران) Government. This is a brand new Pakistan, poor electorates, poor assemblies and I would not say poor courts, I would desist from saying that, all these people have a limited role to play but I am sorry to say that the people and their representatives can easily be manipulated as has been done in Punjab or what is being done here that 12 more Cabinet posts are being offered at ..... I am sorry to say, a whole-sale rate (تھوک کے بھاؤ) who cares for the country's reputation or its credibility for that matter when personal power is at stake. Sir, not contented with the dissolution of the National Assembly bureaucracy even manipulated, the over night emergence of a bureaucratic league against the Pakistan Muslim League, through certain people of doubtful character and reputation, it is just to weaken the country at the behest of their foreign master. Jugto Front was all so once created in the former East Pakistan in order to weaken the Pakistan Muslim League.

So, what happened, today it is no longer East Pakistan now it is Bangla Desh and I am going to prove that there is a conspiracy not within the country

only but from outside as well. So, I earnestly appeal to all lthe patriotic elements in that other faction of our party not to let this go into pieces. they should come together under the banner of Pakistan Muslim League because we both are likely to suffer. They are not going to spare either and of course, the benefit would go to another party and it absolutely clearly written on the wall, we should be in a position to read that writing, otherwise I can assure them that they would meet the same fate as that of the Republican Party which was also a masterful production of bureaucracy in those days. Sir, a similar conspiracy was hatched against one (مرد درویش) in Punjab. In order to weaken Mian Nawaz Sharif in his own constituency or in his own province, I would say and for that purpose MPAs were hi-jacked and they were threatened of the dire consequences if they did not vote against Mr. Wyne. Sir, infact, they were black mailed. The dissolution of the Punjab Assembly was sure had the present incumbent failed to pass a vote of no-confidence in Wyne's government. And a poor chap, a dedicated Muslim Leaguer was ousted within a period of two nights. I do not know what happened, people say. I have no proof, that is why, I am not saying anything about it. So, on one hand a dedicated Muslim Leaguer who refused to play the game of the establishment was removed over night while on the other hand a very noble person was entrapped and a noose was put around his neck and dubbed as the Prime Minister with hardly any power. My sympathies are with him. May Almighty Allah save this noble soul from the mechanicians and clutches of the conspirators in this country. Sir, this reminds us of ' Badshahgardi' in Delhi. Being an old student of history, I know that during the last Mughal period there were two Syed brothers, known as Hussain and Ali, who used to make and unmake kings, who used to seat and unseat kings, and they were known as king-makers, and as a result the entire Mughal dynasty was destroyed. The same thing is happening in this very country unfortunately, while freedom fighters are still living.

Sir, now let us think very dispassionately as to what all this means? Are we really playing our own game or someone else's game with great fervour. Sir, after the collapse of communism, America and the European powers declared Islam as their enemy number one and now it is high time for us to think as to what should be our programme? Sir, the so-called new World Order, initiated in America, is definitely against all those who profess Islam and in this connection they first instigated Iraq to attack Iran and that war went on for years to the benefit of Israel only. Later on, they asked Iraq to annex Kuwait and when Saddam Hussain fell into their trap, Iraq was destroyed. Over 100 thousand soldiers were butchered, after the cease-fire, when they were returning home and I am sorry to say that after murdering all these Muslims, the Arabs were made to pay in billions for the murder and massacre of their Muslim brothers.

Sir, the third target, I am sorry to declare, is Pakistan. The infidels just cannot imagine that Pakistan, Afghanistan, Iran, Turkey and the newly emerged Central Asian States should form a solid block. They also could not imagine that we would show an urge to stand on our own feet when the American aid was stopped and I am glad to know, and glad to say that the American aid was stopped because now we can stand on our feet. That aid was creeping into our bodies like the dreaded aids. America not only stopped our aid but also asked other countries, prevailed upon other developed countries not to take us out of our difficulties. Sir, on the political front they are not sparing us either.

No. 1. They are planning to declare us as a terrorist state so that we may become another Libya. They are now openly supporting India on the Kashmir question. They intend to destablize the Government here in pakistan as far as possible and then ask India to attack us. Sir, mark my words, the day is going to come and as a result, God forbid, either we are completely destroyed and this part will become an integral part of Akhand Baharat (اکھنڈ بھارت) or we will be

reduced to the status of Bhutan in this sub-continent. It is very difficult, anyway it is going to happen. We have fought for this country, and we are still living and we are seeing these things being done in this very country.

(Voices- It will not happen Insh'allah.)

Sir the conspirators are dancing to the tune of these foreign masters and anything could happen. If it happens they will be the first to leave the country. We are the sons of the soil. We shall stay here and fight to the very last. Insha'allah!

(Voices- Insha'allah)

Sir, so far things are going according to their programme set for us, while we are fighting amongst ourselves

خواجہ محمد آصف ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب آصف صاحب۔

خواجہ محمد آصف ۔ یہ ملک نہیں چھوڑیں گے بلکہ یہ کانگریس کی حکومت میں join کر لیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ پھر دیکھیں ' آپ خواجہ صاحب ' This is not a point of order اس طرح آپ interrupt کرتے رہیں گے تو یہ endless ہی چلتی رہے گی۔ جی جناب محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, it was under this scheme of things that the conspirators tried to create difficulties and differences between the Head of the State and the Head of the Government and they took it to the point of no return. And when these differences became apparent, so patriots and wellwishers of both tried to intervene but, I am sorry to say, they failed badly as the self-seekers did not allow the President to take a lenient view of things, and forget and forgive. But, Sir, that is how we are passing through the present impasse which I have said earlier, has completely isolated the President not only that it has, unfortunately, defamed him to the lowest possible level. Believe me, Sir, it is really

an ordeal for the old Muslim Leaguers to hear abuses being hurled at the President in all functions, including 'Janazas' in the country. I don't k now whether he is getting the correct reports these days or he is being fed with the reports of (سب اچھا) as used to be done during the time of the late Field Marshal. And, Sir, when the Field Marshal realized it, it was rather too late. I would say, Sir, that even now it is not too late for the President to undo the wrong done so that we are in a position to face the mechanicians and intrigues of the infidels against our country and so that we are in a position to go back to those prosperous days when the President himself gave a clean chit to the Muslim League's Government in a Joint Session of the Parliament. If God forbid, this good deed is delayed any longer, Sir, I see nothing but complete darkness all around and I know, Sir, you understand what I mean? Pakistan Zindabad.

(thumping of desks)

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Arbab Ghulam Rahim.

POINT OF ORDER. RE: CANCELLATION OF ENTRY PASSES OF PRESS REPORTER

Khawaja Muhammad Asif: Point of order.

جناب چیئرمین۔ خواجہ آصف صاحب

خواجہ محمد آصف۔ جناب یہ Care-taker Government نے پریس کی آزادی کے متعلق بڑا ڈھنڈورا پیٹا تھا، میری انفارمیشن ہے کہ دو نیوز ایجنسیز کے این این اے کے اور پی پی اے کے accredition cards اس سینیٹ کے اجلاس کے لئے کینسل کر دیئے گئے ہیں اور وہ اس اجلاس کو cover نہیں کر سکتے ۔ یہ پریس کی آزادی پر ایک direct حملہ ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ intervene کریں اور ان کے کارڈ restore کئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ میں اس کو دیکھتا ہوں ۔ ، مولانا صاحب نہیں ہیں بہرحال I will

look into it. جی جناب ارباب غلام رحیم صاحب۔

ارباب غلام رحیم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ مہربانی جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس issue پر بات کروں، اسمبلی کے ٹوٹنے پر، کیونکہ میں خود اس اسمبلی کا ممبر تھا۔ ہمیں اس میں کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی جس طرح سے یہ اسمبلی ہمیں مجبوراً استعفے دے کر تڑوانی پڑی۔ کیونکہ ایک مغل بادشاہ، جو شہنشاہ، وہاں ہمارے سروں پر نازل ہو گئے تھے ان کے ہٹنے کا اور کوئی ہمیں طریقہ کار نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس میں لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ اسمبلی توڑ کر اس طرح ان ممبروں کا کیا قصور تھا، یہ بھی کچھ لوگوں کے ذہن میں سوال ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر نیشنل اسمبلی کا کام ہے حکومت کا احتساب کرنا تو اگر اس کے ممبر اس حکومت کا احتساب نہیں کر سکتے کسی ڈر سے، کسی لالچ میں، کسی خوف سے اگر وہ آگے نہیں بڑھ سکتے، حکومت کو جو نااہل ہے اس کو ہٹانے کے لئے----

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کی جگہ پریذائیڈنگ آفیسر سید محمد فضل آغا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ارباب غلام رحیم۔ تو ایک ہی ہتھیار ہے جو اسمبلی توڑ کے حکومت کو ہٹایا جا سکتا ہے۔ مجھے خود یاد ہے کہ ایک دفعہ وزیر اعظم صاحب نے کمیٹی بنائی تھی جس میں کچھ reforms یعنی آئین میں کچھ ترامیم کرنا چاہتے تھے ۔ اس میں میں خود بھی ممبر تھا ۔ اس وقت اسی بات پر، جو اسمبلی توڑنے کی پاور پر جب بات ہوئی تو ہم لوگوں نے ان کو suggest کیا کہ اسمبلی توڑنے کی پاور پریذیڈنٹ صاحب سے اگر بےشک آپ لیتے ہیں تو اس کی جگہ حکومت کو ہٹانے کی پاور کو اس طرح کیا جائے کہ balance ہو۔ کبھی کوئی ایسی حکومت ہو جو اپنے آپ سے نہ ہٹے، کہ اس کو اتنا moral courage نہ ہو کہ وہ ہٹے تو اس کو کسی طریقے سے اور آسان طریقے سے ہٹایا جائے کیونکہ ہمارے ملک میں تو کسی نے کبھی اپنی مرضی سے استعفی نہیں دیا ۔ دوسرے آپ جمہوری ملکوں میں دیکھیں کہ کوئی ریلوے ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے تو جو اس کا وزیر ہوتا ہے وہ استعفیٰ دیتا ہے ۔ کبھی انڈیا میں crisis آپ دیکھیں، ہوگئے تو اس کے وزیر اعظم نے یا اس کی اسمبلی کے کچھ ممبران نے کہا کہ جی ہم استعفیٰ دیتے ہیں تو وہ volunteerily کہتے ہیں جی۔ ٹھیک ہے۔ مطلب جو جمہوری لوگوں کا طریقہ کار ہے مگر ہمارے ہاں تو آخری دم تک لڑائی لڑی جاتی ہے، ملک کو داؤ پر لگایا جاتاہے۔ اس صورتحال میں اسمبلی کا ٹوٹنا ممبروں

کے استعفوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں کہ لوگ ان سے اتنا ڈرے ہوئے تھے ان کی دہشت سے ڈرے ہوئے تھے کہ ہم لوگ استعفیٰ دینے کے لئے تو تیار تھے مگر ان کے سامنے vote of no-confidence میں آنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ یہ ہمارا اپنا ذاتی تجربہ ہے، ہم نے خود لوگوں سے بات کی تھی کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ جب پرابجم جو یہاں پر vote of no-confidence کا ہے، جو اتنا لمبا چوڑا طریق کار ہے پھر ممبروں کو ہائش کرنا، پھر یہ کرنا، پھر وہ کرنا، جس کے پاس حکومت ہوتی ہے، گورنمنٹ مشینری ہوتی ہے اور اتنے پیسے ہوتے ہیں ایک وزیر اعظم جس نے سارے پاکستان کی معیشت کو کنٹرول کر رکھا تھا اس کے خلاف vote of no-confidence ممکن نہیں تھا۔ تو اس میں صدر صاحب کی کوئی اپنی ذاتی مرضی نہیں تھی، نہ کسی ممبر کی مرضی تھی۔ وزیر اعظم اپنی مغل شہنشاہت تو چلانے پر تلے ہوئے تھے، کسی صورت میں بھی کسی سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں تھے، ممبروں سے ملنے کے لئے بھی کبھی تیار نہیں ہوتے تھے۔ جب بھی کوئی crisis ہوتے تھے تو ایک دن بلا کر وہ پرائم منسٹر ہاؤس میں کھانا کھلا دیتے تھے۔ اس کے بعد جو گم ہوتے تھے کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔ چھ، بارہ بارہ مہینے ایم این ایز سے ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ کبھی کوئی پرابلم لے کر جاتے تھے، مجھے خود تجربہ ہے جب پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بیٹھ کر ان کے وزیروں کی شکایت کرتے تھے، ان سے کوئی بات کرتے تھے تو وہ ٹال دیتے تھے اور جن کو مرضی آتی تھی، یا تو آپ اسمبلی کے اندر بات کر سکتے ہیں اور اگر آپ ان کی پارلیمانی پارٹی سے ہیں یا تو پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں آپ بات کر سکتے ہیں تو کبھی وہ سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ جو ان کے پسندیدہ لوگ تھے ان کو اشاروں سے کہتے تھے جی آپ بات کریں تو جو ان کے مزاج کے خلاف باتیں کرتے تھے ان کو پارلیمانی پارٹی میں بھی مزید موقع نہیں دیا جاتا تھا۔ اس سے آپ دیکھیں گے کہ جو مسلم لیگ کے، حالانکہ آئی جے آئی تو بہت پہلے ٹوٹ چکی تھی ان کی وجہ سے ج ان کے کرتوتوں سے میرے خیال میں چھ مہینے میں ٹوٹ چکی تھی کیونکہ وہ آئی جے آئی کے صدر کی حیثیت سے پرائم منسٹر بنے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ آئی جے آئی سے آہستہ آہستہ جو ان کے components ہیں وہ ٹوٹتے گئے۔ پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں کبھی وہ اپنے ساتھ کسی لیڈر کو بٹھاتے تھے کہ بھائی، مولانا شیرانی صاحب اور یہ لوگ جو آتے تھے آہستہ آہستہ وہ نکلتے گئے تو پھر آخری دور میں ایم کیو ایم کے لیڈر کو بٹھانا شروع کیا، پھر وہ آپ کے بزن بزنجو صاحب نکل گئے پھر بزن بزنجو صاحب اپنی پارٹی کے دو ممبروں کے حساب سے لیڈر بنے، ان کو بٹھایا، پھر اے این پی والوں کو بٹھایا۔ اس طرح سے وہ اپنے جو ان کے مسلم لیگ کے ممبر تھے ان

کو وہ encourage نہیں کرتے تھے ۔ پارٹی کے لیڈروں کو کنٹرول کرکے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے بھی ممبروں کی اہمیت کم ہے ممبروں کو ، جمہوریت کو by-pass کرکے وہ چاہتے تھے کہ میں direct لوگوں کے پاس جاؤں ۔ وہ ٹھیک ہے کہ وہ لوگوں کے پاس جائیں بے شک مگر ہمیں بھی تو لوگوں نے یہاں پر ووٹ دے کر بھیجا ہے ہماری بھی لوگوں کے سامنے کوئی عزت ہے ۔ ہم بھی جوابدہ ہیں۔ کوئی بات سنی جاتی ہے ۔ ہماری بھی proposal سنی جاتی ہے ۔ کافی دفعہ ہم نے proposals recruitment policy پر ، کافی جگہ میں اپنا نوٹ دکھاوں گا، میں اس کمیٹی میں بھی تھا تو میں اپنا نوٹ دکھاؤں گا جو میں نے دیا تھا کہ جی آپ کوئی ریکروٹمنٹ جو ہے کسی نہ کسی طرح سے آپ اس کو لوگوں کو جو نوکریاں ہیں جہاں تک کہ ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ میں اپریٹر کی appointment بھی نہیں ہو سکتی جو وہ short ہوگئے تھے واپڈا میں بڑا مسئلہ تھا ڈیپارٹمنٹ کے سامنے مگر وہ ان کے فیصلےکرنے کی جو قوت ہے وہ نہیں تھی ۔ اس کے ذہن میں صرف یہ تھا کہ وہ ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ ڈی نیشنلائز کریں جہاں سے دو ٹکے کا فائدہ ہو۔ وہ جو بزنس مین اور سیٹھ والی ان کے ذہن میں بات تھی کہ ہر جگہ سے پیسہ، فائدہ ہو تو ٹھیک ہے۔ اگرکسی ڈیپارٹمنٹ پر خرچہ ہو رہا ہے ، کوئی سروس دینی ہے آپ نے، میں تو کہتا ہوں کہ سب ڈیپارٹمنٹ سے آپ فائدہ نہیں نکال سکتے۔ پولیس ہے اس کا کام ہے سروس دینا، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے سروس دینا اس سے آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ لوگوں سے پیسے لے کر میاں صاحب کے خزانے میں آنے۔ جہاں تک کہ آپ ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ میں دیکھیں انہوں نے چارجز اتنے لگانے کہ لوگوں کے ٹیلی فون کٹنا شروع ہوگئے لوگ پھر وہ afford نہیں کر سکتے تھے کہ ٹیلیفون کرنا، afford نہیں کرسکتے تھے۔ اس ملک میں سب سے زیادہ جو ہوتا تھا وہ ٹیلی فون ہوتا تھا اس کو اتنا مہنگا کر دیا گیا کہ لوگ بالکل تنگ آ گئے اور لوگوں کے جو ٹیلی فون کٹنا شروع ہوگئے۔ ایک میرے دوست ---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ صوبیدار مندوخیل صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ وزیر اعظم کے خزانے میں پیسے جمع کئے ہیں؟ ثابت کرکے دیں کہ کسی محکمہ میں وزیر اعظم کے اکاؤنٹ میں پیسہ جمع کیا ہے،نہیں جمع کیا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ آپ، اپنی تقریر میں ساری باتیں کر سکتے ہیں ۔ ابھی ان کو بولنے دیں ۔ شکریہ، آپ تشریف رکھیں ، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

ارباب غلام رحیم۔وزیر اعظم کےخزانے میں تو پیسے اور طرح سے بہت آ رہےتھے۔

سارے کارخانے اور بینک ڈی نیشنلائز کرکے اپنے لوگوں کے حوالے کر دینے تھے تو وہ کس کا خزانہ تھا-----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔صوبیدار خان صاحب آپ کو موقع ملے گا۔

ارباب غلام رحیم۔ ان کی آپ پراپرٹی جب وہ وزیر اعلیٰ بنے تھے' اس وقت کے بعد آپ دیکھیں' حساب لگا لیں کہ کتنے پیسے جمع ہوگئے تھے ۔ ہمت کرکے پیسے کمائیں۔ اچھا کیا پھر آپ لوگوں کو رونا بھی آتا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No cross talk in the House, please.

ارباب غلام رحیم۔ رونا جو دکھاتے ہیں ۔ حکومت چلی گئی تو اس وقت یہاں اسمبلی میں بیٹھ کر رو رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ہم نہیں رو رہے' ہم عمل کرکے دکھائیں گے ۔

ارباب غلام رحیم۔ ملک جا رہا ہے تو اسی کو-----

(مداخلت)

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ آج بھی جہاں نواز شریف گیا ہے لوگوں نے لاکھوں کی تعداد میں مینڈیٹ دے دیا ہے ۔

ارباب غلام رحیم۔ وہ تو بےنظیر کے ساتھ جو لوگ نکلتے تھے ....

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No cross talk please.

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ ۹۹ فیصد لوگوں نے مینڈیٹ دیا ہے ۔ یہ غلط تقریر کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ صوبیدار صاحب' آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جب آپ کو موقع ملے گا آپ اپنی تقریر میں جو چاہے کہہ لیں۔ جتنی بھی چاہے صفائی پیش

کریں - میرے خیال میں یہ ہاؤس کی ایک کونشن ہے اس کو آپ خراب نہ کریں - ہر ممبر صاحب اپنی باری پر بول سکتے ہیں اور ان کے ذہن میں جو آئے بولیں لیکن وہ decency اور ہاؤس کی جو روایت ہے اس کو مدنظر رکھیں۔ بہت شکریہ' جی ارباب صاحب

ارباب غلام رحیم۔ جناب میں یہ بات دوبارہ کہوں گا کہ جب ذوالفقار علی بھٹو کو اتارا گیا تھا' لوگ اس کے ساتھ نہیں تھے؛ ایم این اے اس کے ساتھ نہیں تھے ؛ تب یہ کیوں ڈھول بجا رہے تھے - پھر جب بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اتارا گیا -------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ آپ ان کو چھوڑیں----

(مداخلت)

ارباب غلام رحیم۔ سر' میں ایک جمہوری بات ہے ' جس پر یہ بات کرتے ہیں ' میں اس کو quote کرتا ہوں' بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اتارا' محمد خان جونیجو کو اتارا' اس دن بھی یہاں سے کون وہاں سے واپس آ کر ضیاء الحق کو جو رپورٹ دینے لگا تھا جی کہ یہ ہو رہا ہے 'وہ ہو رہا ہے' کس نے وہ ساری سازش کی - اس وقت ان کو نظر نہیں آیا۔ ہاں بالکل نواز شریف صاحب نے سازش کی تھی - مجھے پتہ ہے آپ نے سندھ کے تین پرائم منسٹرز کو اتارا۔ اس وقت کچھ نہیں ہوا۔ ایک پنجاب کا پرائم منسٹر اترا ہے تو سارا طوفان اٹھ گیا ہے کہ جی جمہوریت کو خطرہ ہوگیا ہے' ملک کو خطرہ ہوگیا ہے - ٹھیک ہے دوبارہ الیکشن ہوں گے اس پراسیس میں اگر نواز شریف صاحب آتے ہیں ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہاں صوبائی عصبیت کے بارے میں بات کی جائے' میرے خیال میں یہ سینٹ کی روایات کے خلاف ہے 'اخلاق کے خلاف ہے -

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ میں آپ سے متفق ہوں' بہت شکریہ ' جی ارباب صاحب۔

ارباب غلام رحیم۔ سر' میں کہتا ہوں میرا تعلق سندھ سے ہے - سندھ سے آزاد ایم این اے ہوتے ہوئے میں نے نواز شریف کی حمایت کی تھی - میرے ذہن میں نہیں تھا کہ سندھ اور پنجاب' میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے اگر لوگوں کو یہ محسوس ہوا ہے کہ چلیں جی وہاں یہ احساس تھا - آپ مانیں یا نہ مانیں لوگوں کو احساس تھا کہ فلاں سندھی پرائم منسٹر تھا اس لئے ہٹایا گیا '

للاں سندھی تھا ۔ آج لوگ کہتے ہیں نہیں جی یہ جو کرے گا اس کو ہٹایا جائے گا۔ اس میں کوئی وہ پاکستانی کی بات ہے ۔ اور ہم خود لوگوں کو یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ جناب پہلے آپ لوگ کہتے تھے کہ جی سندھ کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ۔ یہ تو جو بھی غلط کام کرے گا حکمران اس کواسی طرح سے اسی procedure سے ہٹایا جائے گا ۔ اور آئین کے تحت' اس میں کوئی مارشل لا۔ نہیں لگا' کوئی مارشل لا۔ کی بات نہیں ہوئی اور جب وہ خود وزیر اعلیٰ تھے' اس وقت جب ضیاء الحق صاحب ' محمد خان جونیجو صاحب سے ضد کرکے 8th Amendment پاس کروا رہے تھے اس وقت تو نواز شریف صاحب اس کے ساتھ تھے ۔ اس کے بعد بھی اڑھائی سال کے بعد 8th Amendment یاد آئی جس وقت انہوں نے محسوس کیا کہ جی اب جب وہ غلط کاریاں اور لیڈر جانا شروع ہونے کہ جی یہ غلط کام آپ کر رہے ہیں ' ان کو نظر آگیاکہ جی 8th Amendment اب میرے گلے پڑے گی ۔ اس وقت 8th Amendment کے خلاف ہوگئے اور جس طرح ہو سکے ' ہیرو اور چیمپین بن کر پھرتے تھے کہ جی میں پیپلز پارٹی سے مل کر 8th Amendment repeal کرتا ہوں ۔ ان کو ان کی منافقت کا پتہ نہیں تھا پیپلز پارٹی والوں کو' انہوں نے بالکل جواب دے دیا۔ اس وقت یہ واپس آنے۔جی 8th Amendment پر یا تو آپ پہلے بات کرتےتو اس پر آپ کھڑے ہو جائیں گے 8th Amendment repeal کروں گا ۔ Last moment تک آپ جاتے اور 8th Amendment کے لئے آپ ہانٹ کرتے بے شک آپ کو پھر President اتار دیتا۔ تو لوگ تو یہ کہتے کہ کم از کم اپنے موقف پر کھڑے رہے ۔ دو دن کے بعد کہتے ہیں جی اب میں نے withdraw کر لیا۔ غوث علی شاہ صاحب جو 8th Amendment کے چیمپین بن کر پھر رہے تھے ' وہ تو جی مصالحت کمیٹی کا مصالحت کرا رہے تھے ' اس کمیٹی کے چیئرمین بن گئے پھر تو اس طرح سے اگر 8th Amendment کا چیمپین بننا تھا تو پھر آپ اپنی اس بات پر قائم رہتے ۔ بے شک پیپلز پارٹی آپ کا ساتھ نہیں دیتی۔ جب پیپلز پارٹی کے ساتھ وہ------ جب یہ لانگ مارچ ہو رہی تھی اس وقت جب ڈنڈے مار رہے تھے۔ مجھے خود پتہ ہے کہ بےنظیر صاحبہ کو اس وقت، جو ہے ان کے خود appoint کئے ہوئےلاہور کے پولیس والوں نے جب ان پر ڈنڈوں سے وار کیا تو بڑی مشکل سے وہ بچے ہیں ۔ تو اس وقت ان کو یہ جمہوریت یاد آ رہی تھی کہ اپوزیشن لیڈر ہے ۔ آپ کرنے دیتے لانگ مارچ۔ کرنے دیتے جمہوری انداز آپ ان کو پریس خود اس وقت حالانکہ آزاد تھا مگر گورنمنٹ کو سپورٹ کر رہا تھا ۔ میں خود بھی وہاں سے کراچی سے آیا ہوں۔ وہاں راول ڈیم پر مجھے روکا گیاکہ آپ اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا

بھئی اسلام آباد ہمارا کیپیٹل ہے ' کیوں نہیں داخل ہو سکتے۔ کہتے ہیں جی کہ آپ ایم این اے ہیں ۔ میں بولا جی میں ایم این اے ہوں۔ کارڈ دکھایا ' کہتے ہیں جی میں بات کروں گا رانھور صاحب سے ' کوئی ان کے پسندیدہ ایس پی تھے' ان سے بات کریں گے ۔ اس کے بعد آپ کو پوچھ کچھ کرکے پھر جب میرا نام بتایا تو انہوں نے بولا کہ جی نہیں جا سکتے میں نے بولا بھئی پی ڈی اے سے میرا تعلق نہیں ہے ' نہ میں پی ڈی اے میں شامل ہوں ۔ میرے ساتھ کوئی بندہ چلے ' میں فیڈرل لاج میں جا رہا ہوں ' مجھے وہاں پر چھوڑ کر چلا جائے ۔ کہتے ہیں کہ آپ نہیں جا سکتے اور ابھی تک رسید میرے پاس ہے ۔ میں شالیمار ہوٹل جا کر رکا ہوں ۔ اور میں نے قابو رکھی تھی وہ رسید کہ کل کوئی یہ بات کریں گے کہ جی کہ ہم جمہوریت کے جو ہیں .....' کل کو جب پنجاب اسمبلی میں ڈنڈے مارے چوہدری شجاعت کے بھائی نے ' اس وقت جمہوریت تھی۔ وہ سارا جو رونا پیٹنا ہمارے سندھ کے چیف منسٹر کو انہوں نے روڈ پر چلتے' کہ جی وہ پروٹوکول کے ساتھ کیوں نہیں چلتے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اچھا ہے کہ گورنمنٹ کے لوگ اگر اس طرح سے عوام کے ساتھ پھرنا شروع ہو جائیں۔ کیوں پروٹوکول رکھیں۔ کیوں جی روٹ لگائیں ۔ اور ہزاروں آدمیوں کو روکیں اور اس کے بعد چلیں ۔ نواز شریف صاحب جن کے ساتھ روزانہ جا کر سندھ میں جلسے کرتے تھے وہی چیف منسٹر صاحب جب نواز شریف صاحب ہٹ گئے تو خراب ہوگئے ۔ اس کو ڈنڈے مروانا شروع کر دیئے ۔ اس کی گاڑی جلوانا شروع کر دی۔ وہی ائرپورٹ جہاں انہوں نے افتتاح کیا تھا کہ یہ بڑا صاف ستھرا ائرپورٹ ہے اسے maintain کھینچے گا ۔ اس کو اپنے ہاتھوں سے تڑوایا اس ائرپورٹ کو' کراچی کے ائرپورٹ کو کیونکہ میں اب حکومت میں نہیں رہا۔ تو ابھی مجھے کچھ نہیں چاہیئے ۔ تو اگر یہ رویہ ہے جمہوریت کے ساتھ ان کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔

جہاں تک مسلم لیگ پارٹی کی بات تھی انہوں نے کہا کسی صدر صاحب نے اس کو تڑوایا۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت ٹوٹی تو کتنا' پیپلز پارٹی تو نہیں ٹوٹی۔ اس لئے کہ وہ ان میں ایک کتاب ہے ۔ یہ جو مسلم لیگ ہے اس کو تو انہوں نے رکھا ہی گورنمنٹ کے ساتھ ہے ۔ اگر گورنمنٹ ہے تو مسلم لیگ ہے ۔ اگر گورنمنٹ گئی تو مسلم لیگ پھر سارے بننا شروع ہو جاتے ہیں ۔ کہتے ہیں جی کہ نواز شریف صاحب اگر صدر بنیں گے تو مسلم لیگ رہے گی ۔ جب وزیر اعظم اس کا صدر بنے گا تو مسلم لیگ تو حکومتی مسلم لیگ رہے گی ۔ اور ٹوٹنے کے بعد اپوزیشن میں تو نہیں بیٹھ سکتے ۔ وہ خود بھاگ گئے ۔ نواز شریف صاحب نے جب جونیجو صاحب کو اسلام آباد ہوٹل میں ڈنڈے مروانے تھے تو اس وقت غلام اسحاق خان تو کچھ بھی نہیں تھے ۔ اس وقت اس نے کس کے اشارے پر دھکے دیئے ۔ میں خود اس کا آئینی گواہ ہوں۔ وہ خود دھکے ' کبھی وہ

ادھر گراتے تھے کبھی وہ اپنے صدر کو ادھر گراتے تھے ۔ اس کشمکش میں اس وقت بھی ان کو مسلم لیگ یاد نہیں آئی تھی ۔ مسلم لیگ کو اگر وہ خود توڑنا چاہیں ، خود جس وقت جو کرنا چاہیں اب وہ کہتے ہیں کہ مسلم لیگ کو صدر صاحب نے تڑوایا۔ بھئی آپ قائم رکھیں ، آپ کے پاس لوگ ہیں ۔ آپ کے ساتھ ہیں ۔ دوبارہ الیکٹ ہو کر آئیں ۔ آپ کی جو بھی گورنمنٹ بنے گی وہ 1988 میں بے نظیر صاحبہ ووٹ لے کر آئی تھیں بالکل اس کو کوئی روک سکا ۔ کوئی نہیں روک سکا۔ اس کو حکومت ملی ۔ اس سے کوئی ناراض ہو ، کوئی راضی ہو۔

اس کے بعد جو پرائیویٹائزیشن کی بات کی انہوں نے ۔ پہلے بڑی خوش اسلوبی سے banks کو ڈی نیشنلائز کیا ۔ اسی منشا گروپ نے وہ banks لیں۔ اس کے بعد اسی گارنٹی پر ، کروڑوں روپے کی گارنٹی کے سارے کارخانے خود اپنا لینا شروع کئے ۔ سیمنٹ کے کارخانے ، گھی کے کارخانے جو قیمتیں اس کو پرائیویٹائز کرنے کے بعد بڑھیں ۔ بھئی ٹھیک ہے آپ پرائیویٹائز کریں مگر لوگوں کو سستی چیزیں دینے کے لئے بھی تو کوئی گارنٹی ہونی چاہیئے ۔ کچھ گورنمنٹ کے پاس ادارے ہونے چاہئیں ۔ ایگریکلچرل بینک جو ساری ڈی نیشنلائز ہونے لگی اب لوگوں کو کوئی قرضہ دینے کے لئے تیار نہیں ۔ گورنمنٹ کے banks نہیں ہیں تو کوئی لون دینے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ ایگریکلچرل بنک میں وہ شہباز شریف صاحب نے منشی بٹھا دیا۔ وہ کسی کو کہتا ہے کہ جی recovery کرو۔ بھئی ایگریکلچرل بنک جو ہے وہ agriculture کو develop کرنے کے لئے ہوتی ہے ۔ اس میں کمرشل پوائنٹ نہیں رکھا جاتا ۔ یہ ملک کو ڈیویلپ کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے ۔ ایک ہمارے پاس پہلے جو ہوتے تھے چیئرمین اس نے بڑا ڈیویلپ کیا dairies کو ، اس کو ، اس کو ۔ کراچی میں آج دیکھیں اس کی کوئی کمی نہیں ۔ وہ ایک ہی چیئرمین کی پالیسی سے ہوا تو یہ ایگریکلچرل بنک ، جو ایسے ادارے ہوتے ہیں ملک کو ڈیویلپ کرنے کے لئے ہوتے ہیں ۔ ایک جگہ سے آپ کو نقصان ہو رہا ہو تو دوسری جگہ سے آپ کو ریٹرن مل رہا ہوگا ۔ فائدہ مل رہا ہوگا۔ تو وہاں پر بھی جناب انہوں نے ایسا بندہ بٹھایا جو ایگریکلچرل لون بند کیے دینے ۔ لوگوں کے بنک سارے ڈی نیشنلائز کر دینے ۔ اکثر وہ اسی گروپ کو لون ملنا شروع ہو گئے ۔

کل انہوں نے ایک اور کروٹ بدلی ہے جو بالکل U-turn جو بے نظیر صاحبہ کے لئے کہتے ہیں لیکن کل انہوں نے ایک اور U-turn لیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جی اب پراونشل اسمبلیاں توڑیں۔ کیونکہ وہ کرپٹ ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود قبول کیا ہے ۔ جب وہ خود بیٹھے تھے تب وہ سارا معاملہ ٹھیک تھا ۔ چاروں پراونشل اسمبلیاں بھی ٹھیک تھیں اور چیف منسٹر بھی ٹھیک تھے ۔ آج کہتے ہیں کہ پراونشل اسمبلیاں توڑیں وہ کرپٹ ہیں ۔ اس کا

مطلب وہ خود ایڈمٹ کر رہے ہیں کہ نیشنل اسمبلی بھی صحیح ٹوٹی ۔ وہ سارے کرپٹ تھے تو نیشنل اسمبلی بھی صحیح ٹوٹی ہے ۔ اس لئے کہ وہ خود اب نہیں ہیں اور جمہوری change جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے درویش کہاں تھے وہ تو میاں چنوں میں بیٹھے ہوتے تھے ۔ حقیقتاً" وزیر اعلیٰ تو شہباز شریف تھے ۔ یہاں پر بھی نواز شریف سے ملنے چائیں تو آگے سے ٹائم ملتا تھا جی کہ نواز شریف صاحب سے ملیں پرائم منسٹر ہاؤس میں اور وہاں براجمان ہوتے تھے شہباز شریف صاحب کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے نواز شریف صاحب جو وزیر اعظم صاحب ہیں وہ تو شاہی ہیں کسی سے بات نہیں کر سکتے ۔ شاہی ہیں تو پھر شہباز شریف کو پرائم منسٹر بنائیں جب میاں شریف صاحب جو بڑے ہیں جو ریموٹ کنٹرول سے لاہور سے حکومت چلتی تھی اس کو بٹھائیں یہاں پر پرائم منسٹر بنا کر' اس کی کوشش تو یہی تھی کہ صدر' ان کو بنایا جاتا اور کسی کو اپنے چیف آف سٹاف اور اپنی ساری فیملی سے پورا سارا جو ہے وہ سیٹیں بھر دی جاتیں۔ آخری جو انہوں نے خطاب کیا وہ بھی لاہور سے بیٹھ کر۔ بھئی کیپیٹل آپ کا اسلام آباد ہے یہاں سے آپ --- مسئلے مسائل سے جان چھڑانے کے لئے کبھی ادھر بھاگ رہے ہیں کبھی ادھر بھاگ رہے ہیں ۔ اس طرح سے تو بھاگنے سے جان نہیں چھوٹے گی۔ آپ بیٹھیں Face کریں ۔

آپ سندھ میں جاتے ہیں کہ جی ریپ کیس کے لئے میں جاتا ہوں ۔ یہ پرائم منسٹر کی ڈیوٹی تھی ۔ ایس ایچ او کی ڈیوٹی پرائم منسٹر کر رہا تھا ۔ کس طرح سے آپ سپاٹ پر جا کر حقیقت جان سکتے ہیں ۔ انصاف کے تقاضے آپ کیسے پورے کر سکتے ہیں ۔ جب پرائم منسٹر جائے گا جس پر ہاتھ رکھ دے گا ۔ یہاں تک کہ وہاں کے ایس پی ' ڈی سی ہمیں بتاتے تھے کہ جی اس طرح سے مسئلہ ہے اب ہم کیا کریں ۔ اور ان عورتوں کو ٹی وی پر دکھایا جاتا تھا یا لڑکیوں کو ٹی۔وی پر دکھایا جاتا تھا۔ ۔ میرے خیال میں امریکہ میں بھی کسی ریپ کیس میں یا کسی بھی یورپین کنٹری میں اس کی شکل نہیں دکھائی جاتی ۔ اور یہ ہمارے اسلامی ملک میں پرائم منسٹر صاحب اس بےچاری عورت کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ کہتے تھے کہ اب تو آپ خوش ہیں شاید وہ خود ہی ریپ کروا رہے تھے گینگ ریپ کے کہ اب تو آپ خوش ہیں یہ کوئی طریقہ تھا ٹی وی پر دکھانے کا ۔ کوئی شریف آدمی کیا اس کے ساتھ کون شادی کرے گا ۔ دوبارہ کس طرح سے معاشرے میں پھر سکیں گے وہ لوگ۔ بھئی ٹھیک ہے اگر آپ نے انصاف پہنچانا تھا تو ٹی وی پر لانے کی کیا ضرورت تھی ۔ آپ یہاں بیٹھے ہوئے ' ایڈمنسٹریشن آپ کی ایسی ہوتی کہ وہاں ان کو انصاف مہیا ہوتا ۔ کیا اتنے سارے چار پراونسز at a time پہنچ سکیں گے ۔ آپ کی یہی ڈیوٹی رہ گئی ہے کہ آپ ہیلی کاپٹر میں بیٹھیں اور جا کے پہنچیں کہ جی انصاف پہنچانے میں

آ گیا ہوں ' ٹی وی پر دکھانا ضروری ہے ۔ خاموشی سے آپ انصاف کرتے ۔ کیوں لوگوں کو بتانا ضروری تھا کہ انصاف ' کیا انصاف ہوا ' ایک کیس بھی ثابت نہیں ہوا ۔ سارے کے سارے کیس واپس ہوگئے تو یہ تھا ان کے انصاف پہنچانے کا طریقہ۔

پھر ادھر آ کر پارلیمنٹری میٹنگ میں روتے تھے جی میں کیا کروں ' یہ ہوگیا' وہ ہوگیا۔ میری کوئی نہیں سنتا ۔ بھئی نہیں سنتا تو استعفیٰ دو۔ ہم نے تو آپ کو پرائم منسٹر بنا دیا ۔ اگر آپ میں guts نہیں ہیں تو اب ہمارے سامنے دوبارہ رونے سے کیا فائدہ ۔ آپ assert کرو' کام کرو۔ اگر واپس آ کر ہمیں شکایت کرنے سے ---- چیف ایگزیکٹو آپ ہیں شکایت آ کے ہمیں دیتے تھے کہ میں کیا کیوں جی میری کوئی سنتا نہیں ہے۔ تو اس طرح سے شاہی وزیر اعظم کو بنانا تھا ہمیں تو پھر ہم تو خوش تھے اس وقت کہ بھئی چلو اب اس دفعہ پنجاب سے ' سب سے بڑا صوبہ ہے ' میں نے ووٹ دیا اس میں ' حق ہے مجھے یہ بات کہنے کا کہ جی پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے ' اس کا وزیر اعظم ہے ' اب یہ جو دوسری بات ہے کہ فلاں ووٹ کا جو بلیک میلنگ ہے ' فلاں ہے ۔ وہ نہیں ہوگی اور سب ہے جو اس وقت پیسے والا وزیر اعظم ہے کرپشن نہیں ہوگی۔ اس کو کرپشن کرنے کی ضرورت نہیں ۔ مگر خوش اسلوبی سے جس طرح سے انہوں نے کرپشن بڑی بڑی کی ہیں تو میرے خیال میں کوئی بھی جو غریب سے غریب وزیر اعظم آیا مگر اس نے بھی اس انداز سے وہ اتنا بھوکا بھیڑیا ثابت نہیں ہوا ہوگا جتنے ہمارے کروڑ پتی وزیر اعظم صاحب جو ہیں جو تماشے انہوں نے کئے ہیں ۔ اپنے ملک کی معیشت پر جو کنٹرول کرنے کی ' انہوں نے یہ سوچا کہ ملک کی معیشت کو اس طرح سے کنٹرول کرو کہ کوئی کسی وقت ہل نہ سکے اور یہ انہوں نے ظاہر کیا جب وہ اترے تو انہوں نے پوری کوشش کی ہے کہ کاروبار بند کرانے کی' ملک کو داؤ پر لگانے کی ' مگر انہوں نے جو لوگوں کے ساتھ زیادتی کی تھی وہ لوگ ان کے کہنے میں نہیں آئے ۔ جہاں تک انہوں نے کہہ دیا جی کہ کراچی کا پورٹ نیلام کریں کراچی کا پورٹ نیلام کریں ۔ اس کا مطلب یہ کہ انڈیا کا وہاں سے ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے کسی بھی پرائیویٹ پارٹی کو آپ پورٹ دے دیں توپاکستان کی سلامتی کو روتے ہیں جی کہ پاکستان کی سلامتی کو خطرہ ہے تو اس وقت کیوں نہیں کہہ رہے تھے بیٹھ کر۔ sitting پرائم منسٹر کو اس وقت کہتے کہ جی آپ غلط کر رہے ہیں ۔ ہر چیز نہیں نیلام ہوتی۔ کچھ چیزیں ملک کی اپنے پاس بھی رکھی جاتی ہیں ۔ خرچہ ہو رہا ہے' خرچہ تو ہوگا آپ کے ڈیفنس پر ' آپ کی ملک کی سلامتی پر خرچہ ہوگا ۔ وہ آپ کو برداشت کرنا پڑے گا ۔ وہ آپ کو پیدا کرنا پڑے گا ' تو یہ ساری باتیں تھیں جمہوریت دوستی کی ۔

باقی اب جب سننے کے بعد عوام یاد آتے ہیں ۔ عوام آپ دیکھ لیجیئے گا یہ دو چار دن کا وہ ایسے تو ڈگڈگی بجانے والے کے پیچھے بھی دیکھنے آتے ہیں کہ کیا کہہ رہا ہے ۔ اترنے میں لوگ بالکل کہتے ہیں ۔ حالانکہ ہوتا ہے ایک قسم کا مگر جب سامنے آ جانے گا لوگ کسی کے لئے مرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ لوگوں کو کسی نے کچھ نہیں دیا۔ صرف face change ہو جاتے ہیں ۔ اور ایک دوبارہ نواز شریف صاحب آ جائیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس طریقے سے "وہ چلیں جو آپ گارنٹی کہہ دیں میں دینے کے لئے تیار ہوں ۔ کوئی سسٹم چینج نہیں ہوگا ۔ اب کہتے ہیں جی جب آپ کو اتنی بڑی overwhelming majority تھی ۔ تمہیں قدرت نے موقع دیا تھا شاید اب جنرل جیلانی کے ہاتھوں اوپر نہ آتے ۔ مارشل لاء کی پیداوار میں تو تمہیں موقع نہیں ملتا تھا۔ تمہیں قدرت کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا کہ مجھے موقع ملا تو میں کام کر جاؤں ۔ اب بار بار کسی کو موقع نہیں ملتا اور عوام بھی اب ہوشیار ہوگئے ہیں ۔ جو آپ نے ڈھائی سال میں گل کھلانے ہیں تو دوبارہ کیوں آپ کو موقع ملے گا ۔ مسٹر چیئرمین آپ کا شکریہ!

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب یحییٰ بختیار صاحب۔

خواجہ محمد آصف ۔ آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی خواجہ محمد آصف ' پوائنٹ آف آرڈر

خواجہ محمد آصف ۔ جناب چیئرمین ! میں نے پریس کے متعلق کچھ دیر پہلے عرض کی تھی ۔ محترم وزیر اطلاعات تشریف رکھتے ہیں اگر ان سے یہ پوچھ لیا جائے کہ انہوں نے اس سینٹ کے اجلاس کے لئے کس نیوز ایجنسی کے اوپر بین لگایا ہے یا ان کے پریس گیلری کارڈ جو ہیں وہ کینسل کئے ہیں یا نہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ میرے خیال میں مجھ سے پہلے چیئرمین صاحب وسیم سجاد صاحب نے رولنگ تو دی تھی کہ اس معاملے کو میں دیکھتا ہوں ۔ بہتر یہی ہوگا کہ انہوں نے اپنے ریمارکس میں یہ نہیں کہا تھا کس لئے میں کہہ رہا ہوں تو اب میرے خیال میں آپ بھی اور مولانا کوثر نیازی صاحب بھی چیئرمین صاحب کے چیمبر میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں کہ آیا حقیقت ہے یا نہیں ہے ۔ اس طرح پورے ہاؤس کو پتہ نہیں ہے کہ کیا ہے ؛

خواجہ محمد آصف ۔ ہاؤس میں بیٹھ کر کیوں نہ بات کی جائے ۔ چیمبر میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

حافظ حسین احمد۔ جناب مسئلہ ہاؤس کا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں ' آپ کے بھی اختیارات ہیں ناں ۔ چیئرمین صاحب نے تو رولنگ نہیں دی۔ یہ مسئلہ ہاؤس کا ہے اور آپ کو اختیارات ہیں ناں ۔

خواجہ محمد آصف۔ سر' آپ کیئر ٹیکر چیئرمین نہیں ہیں ۔ آپ صحیح چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ وہ توآپ کے اس اعتماد کی مہربانی ہے۔ مولانا فرما دیں کہ اس میں حقیقت ہے یا نہیں 'بہت شکریہ جی۔

مولانا کوثر نیازی ۔ میں معلوم کروں گا۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ ایک طرف حکومت کہتی ہے کہ ہم نے پریس کو آزادی دی ہے۔دوسری طرف پریس کو آنے نہیں دیتے ۔ لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

مولانا کوثر نیازی ۔ جناب یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ دو کن ایجنسیوں کی بات ہے اور ان کے بارے میں شاید یہ ہو ۔ انکوائری ان کے بارے میں ہو رہی ہے باقی PPI ایک خود مختار ایجنسی ہے ۔ APP ایک ایجنسی ہے وہ موجود ہے ۔ تمام اخبارات موجود ہیں اور ایسا نہیں ہوگا کہ کسی سینیٹر کی تقریر نہ آئے ' ضرور آئے گی پریس میں۔ باقی ان دو ایجنسیوں کے بارے میں معلومات نہیں ہیں کہ کیا ہوا ہے ' کیا نہیں ہوا ؛ اتنا مجھے معلوم ہے کہ ان کے بارے میں ایک انکوائری ہو رہی ہے ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ۔ ون مین۔ جی سب کو بولنے کا موقع ملے گا۔ لیکن ایک ایک کرکے۔

خواجہ محمد آصف ۔PPO جو ہے وہ نیوز پیپرز کو تو cover کرتا ہے نیوز ایجنسیز کو cover نہیں کرتا ۔ کسی آدمی کو نیوز ایجنسی establish کرنے کے لئے گورنمنٹ یا منسٹری آف انفارمیشن سے کوئی اجازت نہیں لینی پڑتی اس لئے اگر یہ کوئی انکوائری کر رہے ہیں تو وہ بھی غیر جمہوری بات ہے ۔وہ بھی پریس کی آزادی سلب کرنے کے مترادف ہے۔ یہاں پر نیوز ایجنسیز جو ہیں وہ خود مختار ہیں ہم کیوں selective agencies سے رپورٹنگ کروائیں سینٹ کی' ہم چاہتے ہیں کہ تمام ایجنسیز یہاں پر موجود ہوں اور تمام آزادانہ طریقے سے کارروائی کی رپورٹنگ کریں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ جی، مولانا صاحب ممبران کی گزارش ہے کہ ان کے کارڈ کینسل کر دیئے گئے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی ۔ میں یہ معلوم کروں گا کہ کیا صورتحال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انکوائری کرنا ایک لیگل کارروائی ہے۔ یہ کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں ہے۔ اور کارڈ جاری کرنے کا ایک معیار ہے چونکہ بہت سے کارڈ غلط جاری ہو چکے ہیں اور ان کے بارے میں بھی اب تحقیق ہو رہی ہے۔ بعض لوگ صحافی نہیں ہیں ان کو بھی کارڈ جاری کر دیئے گئے ہیں سابقہ حکومت کے دور میں، تو اس کی ساری تحقیقات ہو رہی ہے جب مکمل ہوگی تو میں ایوان میں پیش بھی کر دوں گا۔

(مداخلت)

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ راجہ محمد افضل۔

راجہ محمد افضل خان۔ مجھے صرف یہ گزارش وزیر صاحب سے کرنی ہے کہ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم انکوائری کر رہے ہیں تو جناب والا! کون سا قانون، کون سے بنیادی حقوق ہیں جس میں یہ ہے کہ انکوائری سے پہلے اس پر action لے لیا جائے۔ انکوائری جاری ہے تو کارڈ کینسل کر دیا جانے یہ کس ضابطے کے تحت ہوا ہے میں کہتا کہ یہ قانون کی خلاف ورزی ہے اور سراسر ناانصافی ہے اس معزز ایوان کے ساتھ بلکہ پوری قوم کے ساتھ

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ایک گزارش میں کر دوں جی کہ چونکہ یہ ہاؤس کی anxiety ہے آج اس وقت کی بحث سے اس کا حل تو نہیں نکلے گا تو کل یا پرسوں جب آپ مناسب سمجھیں آپ ہاؤس کو inform کر دیں کہ کیا پالیسی آپ نے frame کی ہے اور کیا کیا actions آپ نے لئے ہیں اور کن کے خلاف۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب، میں نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ چاہی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ آپ کی بات صحیح ہے charge establish ہونے بغیر action نہیں لیا جا سکتا۔

راجہ محمد افضل خان۔جناب میں آپ کی رولنگ چاہی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ صحیح نہیں ہے۔ charge establish ہونے بغیر کوئی action صحیح نہیں ہے۔

راجہ محمد افضل خان۔ یہ صحیح نہیں ہے ' Thank you Sir

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین! میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ کے اختیارات کہاں تک ہیں ۔ دروازے کے سامنے بورڈ آویزاں ہوتے ہیں ۔ آپ بے اختیار ہیں۔ گیٹ پر صحافیوں کو نہیں چھوڑا جاتا ' آپ لوگ بےاختیار ہیں ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کیا یہ جو گیلری ہے یہ PID کے زیر اہتمام ہے یا سینٹ سیکریٹریٹ کے ۔

سید عباس شاہ۔ ہاں یہ clear ہو جائے۔

حافظ حسین احمد ۔ آپ اس پر رولنگ دے دیں ورنہ ہم مجبور ہوں گے کہ واک آؤٹ کریں۔

سید عباس شاہ۔ ہاں بالکل مجبور ہوں گے۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ ہمارے حقوق کے متعلق یہ بات ہے کہ ہماری بات عوام تک پہنچے اور بغیر رکاوٹ کے پہنچے۔ یہ ان کا بس نہیں ہے ۔ ان کا بس چلے تو یہ تو کہیں گے کہ صرف ہماری تقریریں چھاپیں ۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ پریس کو freedom دے دیں کہ وہ یہاں سے بات عوام تک پہنچائے۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ ٹھیک ہے جی۔ جناب شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ ۔ سر ہم یہاں 8 سال سے بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن میں بھی اور گورنمنٹ میں بھی ہم نے اس پریس کو ہمیشہ جو ممبراں ہیں جو یہاں آتے ہیں ٹھیک ٹھاک پایا۔ کبھی بھی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ۔ پہلی بار کچھ کو روکا جا رہا ہے اور کچھ کو بھیجا رہا ہے۔ We strongly protest on this thing. It is not the prorogative of any Minister, or any Government. یہاں پر حکومت صرف پارلیمنٹ کی ہے اور چیئرمین سینٹ اور Speaker of Nation Assembly can decide. We are not beggers. اور کسی کے فیصلے کا ہم انتظار نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ ہی فیصلہ دیں. And you are the final judge.

(تالیاں)

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ جی ذکی الدین پال ۔

جناب ذکی الدین پال۔ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے ۔ جس طرح سے دعوے کئے گئے ہیں اس طرح اگر کوئی قدغن آتی ہے ، کوئی بندش آتی ہے تو کو بہرحال سینٹ کے ارکان برداشت نہیں کریں گے ۔ اس لئے ہم آپ کی رولنگ چاہتے ہیں ۔ اس معاملے میں یہ بندش اور قدغن نہیں لگے گی۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ شکریہ جی ابراہیم خان صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب والا' آپ سینٹ کے چیئرمین ہیں ۔ ہم نہ کسی وزیر کے تابع ہیں اور نہ اس کی کارروائی کے تابعدار ہیں ۔ آپ اس بات کو مانیں گے آپ اس پہ رولنگ دیں۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں تاخیر سے آیا ہوں لیکن میں نے مسئلے کی نوعیت کو سمجھ لیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ precincts جو define ہوتی ہوتی ہے آپ کے رولز کے اندر وہ آپ کی jurisdiction کو متعین کر دیتی ہے اور جب Senate in session ہے تو اس وقت میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپ کی permission ہے تو اس کو کسی کو روکنے کا حق حاصل نہیں۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ آپ سب اراکین کی آرا، سننے کے بعد میں آپ کی رائے سے متفق بھی ہوں ۔ میرے خیال میں ہاؤس کے بعد چیئرمین صاحب کے چیمبر میں جن جن کے کارڈ کینسل ہونے ہیں وہ صاحبان بھی وہاں تشریف لے آئیں وہاں بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر لیتے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ آصف صاحب' میرے خیال میں یہ طریقہ مناسب نہیں ہے جو آج دیکھنے میں آیا ہے ۔ آپ سے درخواست ہے کہ باری باری بات کریں۔ چار چار آدمی بیک وقت کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس طرح میرے لیے بھی مشکل پیدا ہو جاتی ہے --

حافظ حسین احمد ۔ آپ رولنگ دیں۔ ہم نے آپ سے دوٹوک بات کی ہے ۔ آپ کے اختیارات ہیں ۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ پاس جاری کرنے کے دوقسم کے اختیارات ہیں ۔ ایک پریس گیلری کے ہیں اس کے متعلق میں ابھی clear نہیں ہوں ۔

(مداخلت)

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ اس میں واک آؤٹ کرنے کی کون سی بات ہے ۔

(مداخلت)

(اس مرحلے پر معزز ممبران واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I would endorse......

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: I adjourn the House to meet tomorrow at 09.30 A.M.

[The House then adjourned to meet again at 9.30 A.M. on Thursday, the 6th May, 1993].

PCPPI—336(96) Senate—15-8-96—180.